دجال لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کر دے گا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دجال اپنے ساتھ پانی اور آگ لے کر نکلے گا، وہ چیز جس کو لوگ پانی سمجھیں گے حقیقت میں آگ ہوگی (جھلسا دینے والی) اور جس شے کو آگ خیال کریں گے وہ حقیقت میں پانی ہوگا (ٹھنڈا اور شیریں) پس تم میں سے جو شخص دجال کو پائے گا تو وہ اس چیز میں اپنا پڑنا یا ڈالا جانا پسند کرے جس کو وہ اپنی آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے...... اس لیے کہ وہ آگ حقیقت میں میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے...... (صحیح مسلم)

بعض روایات میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ دجال چاند کو پکڑ کر اس طرح دو ٹکڑے کر دے گا جیسے چاول کو توڑ دیا جاتا ہے اور فضا میں اڑتے ہوئے پرندوں کو پکڑ کر لیا کرے گا لیکن سند کے اعتبار سے یہ روایات ضعیف ہیں البتہ اگر اُس کے فتنے کی طرف دیکھا جائے تو قدرتِ خداوندی سے کچھ بعید بھی نہیں بالخصوص ان حالات میں کہ اُسے اتنی ڈھیل دی گئی ہو......

یہاں دجال کے ہاتھوں ظاہر ہونے والی جن شعبدے بازیوں کا ذکر کیا گیا ان کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ آیا حقیقتاً ان کا ظہور ہوگا یا یہ محض لوگوں کی نظروں کا دھوکا ہوگا جیسے آج کل مسمریزم کے ذریعے کیا جاتا ہے......

عمل تنویم (Mysmerism) اُس آرٹ اور سائنس کا نام ہے جس کے ذریعے معمول کی توجہ کو یکسو کر کے اس سے من مانے فوائد حاصل جا سکتے ہیں اور اس فن کے ماہر کو عامل (Mysmerist) کہا جاتا ہے...... یوں تو مسمریزم کے لفظی معنی نیند کے ہیں مگر ماہرین نفسیات کے مطابق مصنوعی و مقناطیسی نیند طاری کرنے کے فن کو بھی مسمریزم کہتے ہیں بہ الفاظ دیگر سحر زدہ کر دینا یعنی مسمرائز کرنا اور نظر کا دھوکا بھی اسی قبیل کی ایک شے ہے یوں بھی مسمریزم اور جادو کے بنیادی اصولوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے اگر کوئی اختلاف ہے بھی تو وہ صرف تنظیم و تربیت کا ہے، موجودہ زمانے میں مسمریزم جادو ہی کا ترقی یافتہ فن ہے جس کے تمام ضروری لوازمات مدون و مرتب ہیں یہودی ربیوں نے اس فن کو بام عروج تک پہنچایا ہے کیونکہ اس سلسلے میں اُن کا طریق ساحروں اور جادوگروں سے مختلف نہیں جبکہ اسلام نے

ساحروں اور جادوگروں کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کی ہے اور اس طرح سحر و جادو سیکھنے اور سکھانے والے واجب سزا ٹھہرے، اس کے باوجود ساحروں کا یہ علم و فن پوری طرح مٹ نہ سکا کیونکہ بدی کی قوتیں بھی ازل سے پروان چڑھتی آ رہی ہیں چنانچہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود اس فن نے کافی کامیابی اور مقبولیت حاصل کر لی اور دور حاضر میں قدم رکھنے کے بعد مہذب دنیا ساحروں کے اس فن کو کسی اور نام سے پکار کر اس کی سرپرستی اور ترقی میں کوشاں رہی......

بقول ڈاکٹر ایمائیل ''سحر'' کے عام طور پر جو معنی مراد لے جاتے ہیں وہ ہیں ''دھوکہ دینا''، ایسے تخیلات جو حقیقت سے کوئی ربط و تعلق نہ رکھتے ہوں، یہ وہ فن ہے جس سے انسان کی نظر بندی کی جاتی ہے، ہاتھ اتنی تیزی سے کام کرتا ہے کہ وہ نظر کی گرفت میں نہیں آتا یا ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم نہیں ہوتا لیکن سننے والے پر ان کا ایک خاص اثر پڑتا ہے...... علامہ ابن خلدون نے جادوگروں کی تین قسمیں بیان کی ہیں جن میں سے وہ ساحروں (Mysmerists) کا شمار تیسری قسم میں کرتے ہیں...... وہ لکھتے ہیں کہ تیسری قسم اُن لوگوں کی ہے جو کسی انسان کی قوت تخیل پر اثر انداز ہوتے ہیں...... ساحر، مسحور کی قوت تخیل کو اپنا تابع اور مطیع بنا لیتا ہے اور اس میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتا ہے اور اسے اتنا قابو میں کر لیتا ہے کہ مسحور کے خیالات پر اس کا تصرف قائم ہو جاتا ہے اور وہ حسب مقصد جو چاہتا ہے وہ ہی کیفیت اور تخیل پیدا کر دیتا ہے......

عمل تنویم (Mysmerism) کو عہد جدید میں بطور ایک علم اور فن کے متعارف کرایا جا رہا ہے، امریکا و یورپ کے کئی شہروں میں باقاعدہ اس فن کی تربیت دینے کے ادارے قائم ہیں اور اس وقت دنیا کے بڑے بڑے ساحر (Mysmerists) یہودیوں میں موجود ہیں جنہوں نے اس فن کی ترویج میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے اور چونکہ دجّال اس فن میں اُن سے کہیں بڑھ کر ہوگا لہٰذا یہ اُسے اپنا گرو مان لیں گے اور وہ لوگوں کو سحر زدہ کر کے اپنا مطیع بنا لے گا، اس صورت میں فتنے سے بچاؤ کا طریقہ یہ ہوگا کہ انسان اپنی بصارت کے بجائے اپنی بصیرت اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتبار کرے......

دجّال کے بال گھونگھریالے اور گھنے ہوں گے

دجال کے حلیے کے ذیل میں اُس کے بالوں کے بارے میں بھی حدیث مبارک وارد ہوئی ہے
اُس کا پورا سر بالوں سے ڈھکا ہوا ہوگا اور بال پیچ دار ہوں گے...... (صحیح مسلم/طبرانی)

بعض نے لکھا ہے کہ اُس کے بال گھونگھریالے ہوں گے، بہت گھنے یا روکھے ہوں گے اور اُس کے سر میں پیچھے کی جانب گچھیاں بنی ہوں گی...... علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اُس کا سر دیکھنے میں ایسا لگے گا جیسے درخت کی ٹہنیاں اور یہ سب اِس وجہ سے ہوگا کہ اُس کے بال زیادہ گھنے اور الجھے ہوئے ہوں گے اور دیکھنے میں جھاڑ جھنکار کی طرح نظر آئیں گے اور آج کل کے زمانے میں جو ہیئر اسٹائل معروف ہے اُس میں لوگ بطور فیشن اِس طرح کے بال بنا رہے ہیں تو یہ بھی درحقیقت دجالی تہذیب کی کارستانیاں ہیں......

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ دجال کے بال پیچ دار (گھنگھریالے) ہوں گے...... محدثین کرام کا کہنا ہے کہ اُس کے بال اس قدر گھنے اور الجھے ہوئے ہوں گے کہ دیکھنے میں جھاڑ جھنکار کی مانند نظر آئیں گے
عصر حاضر میں نوجوانوں میں ایسے ہی ہیئر اسٹائلز بطور فیشن مقبول ہو رہے ہیں تو یہ بھی دجالی تہذیب کا شاخسانہ ہے

دجّال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا

دجّال کے حلیے ہی کے ذیل میں اُس کی آنکھوں کے بارے میں بھی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں...... ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

☆...... اُس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی...... (مسند احمد)

☆...... اُس کی دائیں آنکھ میں موٹی پھُلی ہوگی...... (مسند احمد/ مستدرک حاکم/ طبرانی)

☆...... وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا...... (صحیح مسلم/ سنن ابن ماجہ/ مستدرک حاکم/ مسند احمد/ کنز العمال)

بعض نے لکھا ہے کہ اُس کی بائیں آنکھ ممسوح ہوگی...... ممسوح وہ چیز جس پر ہاتھ پھیر دیا گیا ہو مطلب یہ کہ اس کی بائیں آنکھ ایسی بے نور ہوگی جیسے ہاتھ پھیر کر اس کا نور بجھا دیا گیا ہو...... بعض مستند روایات میں لکھا ہے کہ اس کی آنکھ انگور کی طرح باہر نکلی ہوئی ہوگی اس سے مراد اس کی دائیں آنکھ ہے...... خلاصہ یہ کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی بائیں آنکھ ممسوح (بے نور بجھی ہوئی) ہوگی اور دائیں آنکھ انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی یعنی اس آنکھ پر ایک غلیظ بھدا سا ناخونہ (پھُلی) ہوگی...... پھُلی سے مراد وہ گوشت ہے جو بعض لوگوں کی آنکھ کے کنارے پر اُگ آتا ہے اور بعض اوقات آنکھ کی پتلی تک پھیل کر اُسے ڈھانپ لیتا ہے......

دجّال کی ایک آنکھ کے بارے میں یہودیوں نے یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ یہ "نظر بد" سے بچانے والی آنکھ (Angel's Eye) ہے حالانکہ یہ حقیقت میں شر کی آنکھ (Devil's Eye) ہے جس سے لوگوں کو مانوس کیا جا رہا ہے...... ایک آنکھ سے دیکھنے کا محاورہ تقریباً ہر زبان میں موجود ہے جو انصاف پسند آنکھ رکھنے والے کے لیے بولا جاتا ہے یہ محاورہ درحقیقت دجّال کی ایک آنکھ سے اخذ کیا گیا ہے جسے یہودی ادیبوں اور شاعروں نے ہر زبان کے ادب میں شامل کر دیا ہے......

جدید دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ کیمرے کی بھی ایک آنکھ ہوتی ہے اور اس ایک آنکھ کے ساتھ کہاں کہاں نظر رکھی جا رہی ہے، خلاؤں میں، ہواؤں میں، شاہراہوں پر اور سمندروں میں ہر جگہ یہ آنکھ نصب ہے......

کہا جاتا ہے کہ دجال کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کے ایک ہاتھ میں پانی (یعنی کھانے کی چیز) اور دوسرے ہاتھ میں آگ (یعنی اسلحہ) ہوگا اور وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا...... اوپر دی گئی تصویر کیا یہ ظاہر نہیں کرتی کہ اُس کے خروج کا زمانہ قریب ہے؟

کہا جاتا ہے کہ دجّال ایک آنکھ سے کانا ہوگا، جدید دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ کیمرے کی بھی ایک آنکھ ہوتی ہے اور اس ایک آنکھ کے ساتھ کہاں کہاں نظر رکھی جا رہی ہے، خلاؤں میں، ہواؤں میں، شاہراہوں پر اور سمندروں میں ہر جگہ یہ آنکھ نصب ہے......

جگہ پھیل رہے ہیں اوران میں سے بعض کیمرے جا بجا نصب ہو گئے ہیں اور تیزی سے ہر کیمرے کے موجد جارج ایسٹ مین نے اپنی اس ایجاد کو دنیا بھر میں پہنچا دیا تھا...... 24 اکتوبر 1901ء کو کوڈک کو امریکا میں پہلا ٹریفک سگنل نصب کیا گیا تھا جس کا مقصد ٹریفک کو کنٹرول کرنا تھا مگر بعدازاں جگہ جگہ کلوز سرکٹ کیمرے نصب کرنے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا جس کا مقصد قرب وجوار کی حرکات و سکنات پر نظر رکھنا تھا...... پھر دنیا بھر میں جاسوسی کے پیش نظر خلاؤں میں، ہواؤں میں، شاہراہوں پر اور سمندروں میں اس ایک آنکھ یعنی کیمرے کو نصب کر دیا گیا...... کرۂ ارض کے اردگرد درجنوں مصنوعی سیارے (Satellites) ہیں جن سے مختلف ممالک کی حرکات وسکنات پر نظر رکھی جاتی ہے...... 3 جون 1948ء کو ماؤنٹ پلومر (کیلی فورنیا) پر دنیا کی سب سے بڑی دوربین نصب کی گئی جس کی مدد سے کئی لاکھ نوری سال کے فاصلے پر کہکشاؤں کو دیکھنا ممکن ہو گیا......

بعض نے لکھا ہے کہ دجال ایک آنکھ سے اندھا ہوگا اور صرف ایک آنکھ سے دیکھ پائے گا تو اسے معاشی نقطۂ نظر سے بھی دیکھا جا سکتا ہے...... بعض نے لکھا ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں میں عیب سے مراد سرمایہ دارانہ نظام (Capatalism) اور اشتمالی نظام (Communism) بھی لیا جا سکتا ہے یعنی اس کی بائیں آنکھ اشتمالی نظام اور دائیں آنکھ سرمایہ دارانہ نظام کی عکاسی کرتی ہے......

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ امریکا ہی دجال ہے کیونکہ دجال کی ایک آنکھ ہوگی اور امریکا کی بھی ایک آنکھ ہے جس سے وہ مسلمانوں کو ایک نظر سے اور غیر مسلموں کو دوسری نظر سے دیکھتا ہے...... اس کی کرنسی پر ایک آنکھ بنی ہوئی ہے جو شیطانی تکون کے اوپر پراسرار علامت کے بیچ میں ہے...... اس کی سرزمین پر دجالی تہذیب جنم لے چکی ہے، پروان چڑھ رہی ہے اور امریکا دنیا میں اپنے غیر معمولی اقتدار کی بدولت "نیو ورلڈ آرڈر" کے ذریعے دجالی نظام برپا کرنا چاہتا ہے...... لیکن میرے خیال میں اگرچہ امریکا کی دجالی خصوصیات میں شک نہیں لیکن وہ دجال نہیں کیونکہ محض کسی ملک کی مادی اور تمدنی ترقی کو دجالی فتنے کے نمایاں خدوخال قرار دینا صحیح طرز عمل نہیں تاہم یہ ضرور ہے کہ امریکا میں دجالی تہذیب پروان چڑھ رہی ہے اور امریکا درحقیقت دجال کی راہ ہموار کر رہا ہے......

کفر کی چھاپ اُس کے چہرے پر ہوگی

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اُس کی پیشانی پر "کافر" اس طرح لکھا ہوا ہوگا: ک۔ف۔ر جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو...... (سنن ابن ماجہ/مسند احمد/مستدرک حاکم)

اس سے مراد یہ ہے کہ جب دجال آئے گا تو دجالی صفات پر مشتمل جو تہذیب ہوگی اُس پر کفر کی چھاپ اتنی واضح ہوگی کہ ہر صاحب ایمان جان لے گا کہ یہ ملحدانہ تہذیب ہے اور اللہ سے نفرت اس کی جڑوں میں رچی بسی ہے......

کیتھولک مسلک کے ماننے والوں کی رائے یہ ہے کہ دجّال ہر آدمی کو نمبر الاٹ کرے گا اور جو اس کا نمبر لگوالے گا وہ اس کا غلام ہو جائے گا اسی لیے کیتھولک لوگوں کو دجّال کے نمبر سے انکار کرنے کی تبلیغ کی جاتی ہے......کیتھولک لوگوں کے مطابق 666 (چھ سو چھیاسٹھ نہیں یعنی تین مرتبہ چھ) ڈیول یعنی شیطان کا نمبر ہے...... یہودی بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ ٹرپل سکس (666) شیطانی علامت ہے مگر جب ہم مڑ کر تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم یہ ہندسہ جسے یہودی نحس خیال کرتے ہیں، اس کا اعادہ کوئی تین مرتبہ دیکھتے ہیں...... پہلے 1900ء میں ربی اسٹیفن وائز نے 6 ملین یہودیوں کے قتل عام کی بات کی......دوسری مرتبہ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر 6 ملین یہودیوں کے قتل کا معاملہ اٹھا......پھر علیحدہ ریاست کے قیام کے لیے یہودیوں نے 6 ملین افراد کے قتل عام کا مسئلہ اٹھایا......اس طرح 6 کے ہندسے کی تین مرتبہ تکرار نے ٹرپل سکس کے شیطانی ہندسے کو جنم دیا......ثابت ہوا کہ ان عوامل کے پیچھے جو امر کارفرما ہے وہ خباثت کے سوا کچھ اور نہیں......شیطان اور دجّال کے چیلے شیطانیت کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ان تمام واقعات کے پیچھے شیطانی ہاتھ ملوث ہے......

کیتھولک مسلک کے ماننے والوں کی رائے یہ ہے کہ دجّال ہر آدمی کو نمبر الاٹ کرے گا......آخری زمانے میں دجّال کے نمبر کے بغیر کوئی بھی خرید و فروخت ناممکن ہو جائے گی مگر ان کے خیال میں یہ نمبر کلائی پر لکھوانے کا حکم ہوگا...... بار کوڈ کی اصطلاح عام طور پر معروف ہے...... "بار" انگریزی میں سلاخ

کو کہتے ہیں اور ''کوڈ'' کو اردو میں کوڈ ہی کہتے ہیں...... بارکوڈ وہ کوڈ ہے جو کہ ہر دکان پر رکھی ہر برائے فروخت چیز پر درج ہوتا ہے...... اس بارکوڈ میں ہر بار کا ایک نمبر ہوتا ہے اور اس کے دونوں اطراف پر اور ایک سینٹر میں دوسری لائنوں سے لمبی لائنیں ہوتی ہیں اس لائن کا نمبر 6 ہوتا ہے لیکن لکھا نہیں جاتا مگر تیکنیکی لوگ اس امر سے واقف ہیں اور اس کی باریکی کو سمجھتے ہیں......

بعض محققین نے اس جانب بھی توجہ مبذول کرائی ہے کہ نارتھ اٹلانٹک ٹریٹی آرگنائزیشن (NATO) کے جو ٹینک خلیج کی جنگ اور کوسوو کی جنگ میں استعمال ہوئے تھے اُن پر لفظ ''Kfor'' لکھا ہوا تھا...... مگر ان تمام تحقیقات کی حیثیت قیاس آرائیوں اور اندازوں سے بڑھ کر نہیں تا آنکہ اصل صورت حال نمایاں نہ ہو جائے...... (واللہ اعلم بالصواب)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ دجال کی پیشانی پر ''کافر'' اس طرح لکھا ہوا ہوگا: ک۔ف۔ر۔ بعض محققین نے اس جانب بھی توجہ مبذول کرائی ہے کہ ''NATO'' کے جو ٹینک خلیج کی جنگ اور کوسوو کی جنگ میں استعمال ہوئے تھے اُن پر لفظ ''Kfor'' لکھا ہوا تھا...... مگر ان تمام تحقیقات کی حیثیت قیاس آرائیوں اور اندازوں سے بڑھ کر نہیں جب تک کہ اصل صورت حال نمایاں نہ ہو جائے......

اس کی آواز مشرق و مغرب میں پہنچے گی

حدیث مبارک میں ہے کہ وہ ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر بآواز بلند کہے گا کہ میں خدائے بزرگ و برتر ہوں، میری اطاعت کرو''...... اور اس کی آواز مشرق و مغرب میں پہنچے گی یعنی اس کی آواز مشرق، مغرب کے لوگ بیک وقت سن سکیں گے...... (کنز العمال)

دجال کی آواز ایک ہی وقت میں کرہ ارض پر پہنچ سکے گی یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ جب ہم مادی وسائل کے ذریعے آن واحد میں کسی خاص واقعے سے واقف ہو سکتے ہیں تو اس میں کیا تعجب ہے کہ دجال کے دور میں ایسا نہ ہو...... ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجاد سے آج یہ بات بالکل ممکن دکھائی دیتی ہے...... 11 دسمبر 1901ء کو اٹلی کے مشہور ماہر طبیعیات گگلیمو مارکونی نے دو ہزار میل کے فاصلے سے ریڈیائی نشریات کے سگنل وصول کر کے مواصلاتی شعبے میں انقلاب برپا کر دیا اور اس کے کچھ ہی عرصے بعد وائرلیس اور ریڈیو کی ایجاد محض چند قدم کے فاصلے پر رہ گئی...... پھر ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجاد کے بعد یہ ممکن ہو گیا کہ بیک وقت یا چند لمحوں کی تاخیر سے کسی شخص کی آواز دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جائے...... اس سے مراد میڈیا کی فعالیت بھی ہو سکتا ہے جیسے دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی شخص کی تقریر کو یا پریس کانفرنس کو پوری دنیا کے لوگ سنتے ہیں......

اہل مغرب کا بھی ماننا ہے کہ:

''تقدیرِ عالم کے بارے میں مسیح الدجال کا اعلان ایک عالمگیر پریس کانفرنس سے نشر ہو گا جسے سیٹلائیٹ کے ذریعے ٹی وی پر دکھایا جائے گا''...... (ٹی وی پرایونجیل قیصر بلٹن ہسٹن)

ایک مسیحی مبلغ کلائیڈ کہتا ہے:

''مسیح الدجال کے پاس طاقت حاصل کرنے کی جو اہلیت ہے آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے،'' نگرانی کے نہایت حساس طریقے استعمال کرے گا اور ہماری ٹیکنالوجی کی تمام تر ترقی کے باوجود دنیا کو اس طرح اپنے قبضے میں لے لے گا کہ اس سے پہلے کی نسل کے لیے ایسا ممکن نہیں تھا''......

(ہال سیلز، کتاب خوفناک جدید صلیبی جنگ)

وہ ایک سفید گدھے پر سوار ہوگا اور اُس کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی

دجال کی ایک خصوصیت تیز رفتاری بھی ہے، وہ پورے کرۂ ارض کا چکر چالیس دن میں مکمل کر لے گا، اس کی سواری کا ایک قدم اتنا بڑا ہوگا جتنا فاصلہ مدینے اور شام کا ہے...... اس حوالے سے جو احادیث وارد ہوئی ہیں اُن کے مطابق:

☆...... وہ ایک سفید گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا...... (مسند احمد/ حاکم/ سیوطی)

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے کتاب البعث والنشور میں ایک روایت نقل کی ہے کہ دجال ایک ایسے گدھے پر سوار نکلے گا جو بہت زیادہ سفید ہوگا اور جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع کا فاصلہ ہوگا اور ایک باع دو گز کا ہوتا ہے......

☆...... اُس کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی...... (صحیح مسلم)

بعض علماء نے بادل کی جگہ بارش کا لفظ بھی استعمال کیا ہے بعض محققین لکھتے ہیں کہ دورِ جدید کے تیز رفتار طیارے یا اڑن طشتری یا خلائی شٹل دجال کی سواری ہو سکتی ہے، یہ سب دجال کی سواری کی ممکنہ شکلیں ہیں جو ہمیں بتا رہی ہیں کہ دجّال کا وقت اب دُور نہیں، موجودہ دور میں ہوائی جہاز نے جس طرح فاصلوں کو معدوم کر دیا ہے اس سے اس کی تیز رفتاری کا معاملہ آسانی سے سمجھ میں آ جاتا ہے...... بیسویں صدی کے اوائل سے لے کر آج تک جدت اور تیز رفتاری کے حوالے سے ہوائی جہاز نے جو ارتقائی مراحل طے کیے ہیں اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

☆...... یکم جولائی 1900ء کو جرمنی کے ممتاز موجد فرڈینڈ وان زیپلن نے اپنے پہلی ایئر شپ کی پرواز کا مظاہرہ کیا جسے اُس کی نسبت سے زیپلن کا نام دیا گیا...... یہ ایک 420 فٹ طویل سگار نما سلنڈر تھا جس کے سترہ ٹینکوں میں چار لاکھ کیوبک فٹ ہائیڈروجن گیس بھری ہوئی تھی اور جسے 14 ہارس پاور کے دو ڈیسلر انجن اڑا رہے تھے......

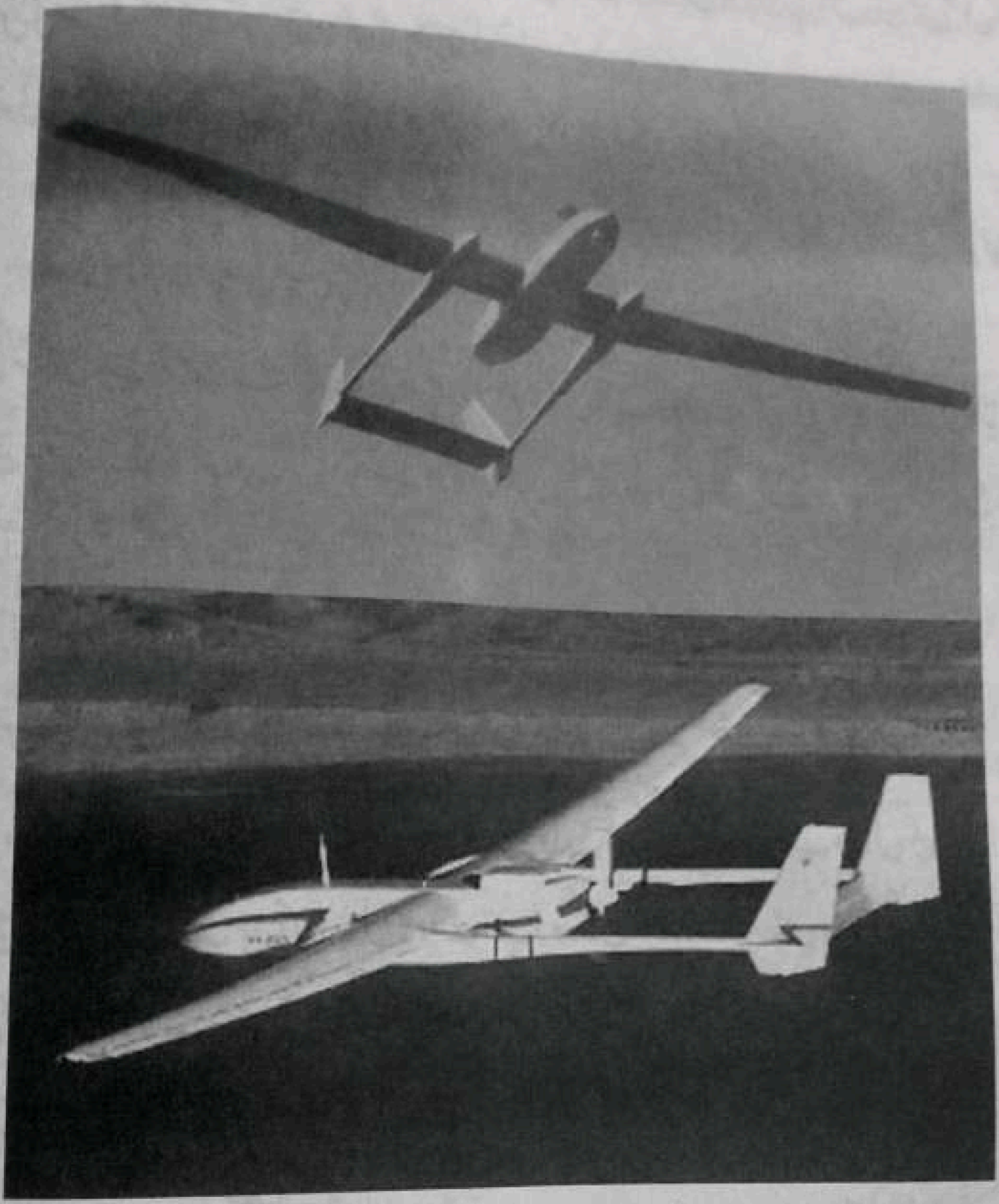

حدیث مبارک ہے کہ دجال ایسے تیز رفتار گدھے پر سواری کرے گا جس کی رفتار بادلوں سے زیادہ تیز ہوگی اور اس گدھے کے کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا...... اسرائیلی ماہرین نے حال ہی میں ہیرون نامی یہ طیارے ایجاد کیے ہیں جو نہایت سبک رفتار ہیں اور ان کے پچھلے حصے پر دو اُبھار ہیں جو گدھے کے کانوں سے مشابہت رکھتے ہیں......

☆......17 دسمبر 1903ء کو امریکی ریاست نارتھ کیرولینا میں کٹی ہاک کے ساحل پر رائٹ برادران نے دنیا کا پہلا ہوائی جہاز اڑانے کا کامیاب مظاہرہ کیا جس نے 27 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے 12 سیکنڈ تک پرواز کی اور 120 فٹ تک کا فاصلہ طے کیا......

☆......27 جولائی 1949ء کو دنیا کے پہلے جیٹ مسافر بردار طیارے کی پہلی پرواز کا آغاز ہوا...... یہ جیٹ طیارہ 8 ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر سکتا ہے......

☆......1958ء میں جیٹ سروس فعال ہوئی...... جیٹ طیاروں کی ان پروازوں سے وقت کی طنابیں کھنچ گئیں اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک کا سفر کرنا ایک معمولی بات بن گیا......

☆......2 مارچ 1969ء کو دنیا کے جدید ترین طیارے کونکرڈ نے پہلی پرواز کی اور 300 میل فی گھنٹہ رفتار سے نصف گھنٹے میں اپنا مقررہ فاصلہ طے کیا......

☆......حال ہی میں اسرائیلی ماہرین نے ہیرون نامی طیارہ ایجاد کیا ہے جو اسرائیل کے ایئرپورٹ پر کھڑا ہے...... یہ طیارہ جدید ترین ٹیکنالوجی کا حامل ہے اور اسے دنیا کا تیز ترین طیارہ کہا جا رہا ہے...... اس کے دونوں پروں کے درمیان 16.6 میٹر کا فاصلہ ہے جو 85 فٹ بنتا ہے اور اس کی دُم پر دو ابھار بالکل گدھے کے کانوں کی طرح ابھرے ہوئے ہیں...... اس سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث درست ثابت ہو رہی ہے کہ دجال تیز ترین گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا...... مزید تفصیلات کے لیے انٹرنیٹ پر کسی بھی سرچ انجن کی مدد سے یہ ہوش رُبا تحقیقی مواد حاصل کیا جا سکتا ہے......

وہ آسمان وزمین کے درمیان اچھلتا کودتا ہے

حدیث مبارک میں ہے کہ دجال آسمان وزمین کے درمیان اچھلتا کودتا ہے۔۔۔۔۔۔(سنن ابی داؤد)

عین ممکن ہے کہ اس سے جدید ترین راکٹ یا خلائی شٹل یا اسی نوع کی دیگر ایجادات مراد ہوں جو کہ اوپر نیچے ہوتی رہتی ہیں۔۔۔۔۔۔بیسویں صدی کے اوائل سے ہی خلائی ارتقا کا سفر ہنوز جاری وساری ہے:

☆۔۔۔۔۔۔16 مارچ 1926ء کو راکٹ کی پرواز کا پہلا کامیاب مظاہرہ کیا گیا اسی ایجاد کی بدولت انسان کے قدم چاند تک پہنچے۔۔۔۔۔۔

☆۔۔۔۔۔۔14 مئی 1960ء کو سوویت یونین نے دنیا کے پہلے خلاباز یوری گاگرین سمیت 20 خلابازوں کو تربیت دینا شروع کی۔۔۔۔۔۔ 12 اپریل 1961ء کو یوری گاگرین خلائی جہاز میں اپنے تاریخی سفر پر روانہ ہوا۔۔۔۔۔۔ یہ تاریخی پرواز 108 منٹ جاری رہی اور اُس نے زمین کے گرد ایک پورا چکر لگایا جو 89 منٹ میں مکمل ہوا۔۔۔۔۔۔ اُس کی یہ تاریخی پرواز بالآخر چاند پر قدم رکھنے پر منتج ہوئی۔۔۔۔۔۔

☆۔۔۔۔۔۔12 اپریل 1981ء کو امریکا نے پہلی خلائی شٹل کولمبیا کو خلائی سفر پر روانہ کیا۔۔۔۔۔۔

✲✲✲✲✲

زمین اُس کے واسطے لپیٹ دی جائے گی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ

"وہ تیزی سے پوری دنیا میں پھر جائے گا جیسے زمین اُس کے واسطے لپیٹ دی گئی ہو"...... (جیسے مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے)......(سنن ابن ماجہ/مستدرک حاکم)

زمین کے لپیٹ دیے جانے کی اصطلاح تصوف میں بھی عام ہے جس میں زمین سمٹ جاتی ہے اور زمان ومکان کے فاصلے مٹ جاتے ہیں......ایک قدم مشرق سے مغرب میں پہنچتا ہے اور اب وقت کے اعتبار سے زمین کے فاصلوں کا سمٹ جانا جدید سائنس سے بھی ثابت ہوگیا ہے......سائنسدان کہتے ہیں کہ زمین کے فاصلوں کا طے ہوجانا دو چیزوں کے باعث ہے......ایک حرکت یا رفتار (Motion) دوسرا کشش ثقل (Gravitation) یہ دونوں چیزیں وقت پر اثر انداز ہوتی ہیں یعنی اگر آپ ایک ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا چاہتے ہیں اور وہ فاصلہ بذریعہ ٹرین 20 گھنٹوں میں طے ہوتا ہے تو بذریعہ طیارہ وہ ہی فاصلہ دو گھنٹوں میں طے ہوجائے گا یعنی فاصلہ تو وہ ہی ہے لیکن تیز حرکت وقت پر اثر انداز ہوتی ہے اور گلوبلائزیشن کے اس دور میں جبکہ دنیا سرعت انگیز (Fast) ہوگئی ہے تو ایک مقام سے دوسرے مقام کے فاصلے بھی سمٹ گئے ہیں......دوسری شے کشش ثقل ہے جو کہ وقت پر کئی اعتبار سے اثر انداز ہوتی ہے......ان میں سے ایک وقت کا تھم جانا یا کسی اور جہت میں چلے جانا بھی ہے......اس کو ٹائم وارپ (Time Warp) کہتے ہیں......اگر اس کشش ثقل کو ختم کردیا جائے تو انسان خود ہی خود ہوا میں اڑنے لگے گا جیسا کہ خلا میں ہوتا ہے......یا پھر اگر انسان کشش ثقل کی قوت کو بطور توانائی استعمال کرنے کے قابل ہوجائے تو پھر اس کی رفتار ناقابل یقین ہوجائے گی......لہٰذا عین ممکن ہے کہ جدید سائنس سے لیس دجّال کو کشش ثقل پر بھی برتری حاصل ہوجائے تو پھر اس کی رفتار ناقابل یقین ہوجائے گی......

اسی طرح عصر حاضر کے بعض محققین نے زمین کے سمٹ جانے سے گلوبلائزیشن مراد لی ہے......

75 سالہ امریکی لیونارڈ کلین راک کی موجودہ دور کی سب سے مؤثر اور حیران کن ایجاد انٹرنیٹ نے دنیا

کو گلوبل ویلیج میں بدل دیا...... انٹرنیٹ کی ایجاد دراصل انٹیلی جنس مقاصد کے لیے کی گئی لیکن بعد میں اس کا استعمال معلومات کے حصول، پیغامات کی ترسیل، ڈیٹا اور دیگر مقاصد کے لیے بھی ہونے لگا اور آج کل یہ ہر شخص کی ضرورت بن چکا ہے......

اس ایجاد کا نقطۂ آغاز فلاپی ڈسک کی ایجاد تھی ...... 1969ء میں فلاپی ڈسک کی ایجاد نے مواصلات کے شعبے میں انقلاب برپا کیا اور آج دنیا کا تمام تر کمپیوٹر نیٹ ورک اسی چھوٹی سی ایجاد کے گرد گھوم رہا ہے...... 29 اکتوبر 1969ء کو پہلی مرتبہ کمپیوٹر سے کمپیوٹر کو پیغام بھیجا گیا تھا...... 40 سال قبل وجود میں آنے والی اس ایجاد نے دنیا کو بہت مختصر عرصے میں ایک بٹن کی کلک پر گلوبل ویلیج میں تبدیل کر دیا ہے......

******

دجّال کا فتنہ زمین پر 40 دن تک رہے گا

حدیث اقدس ہے کہ جب دجّال کا ظہور ہوگا تو وہ زمین پر چالیس دن تک رہے گا...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆...... دجّال کا فتنہ چالیس روز رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا باقی سینتیس دن حسب معمول ہوں گے...... (مسند احمد)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعُوْنَ یَوْمًا...... وہ زمین پر 40 دن تک رہے گا......

یَوْمٌ کَسَنَةٍ...... ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا......

وَیَوْمٌ کَشَهْرٍ...... اور ایک دن ایک ماہ کے برابر ہوگا......

وَیَوْمٌ کَجُمُعَةٍ ...... اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا......

وَسَائِرُ اَیَّامِهٖ کَاَیَّامِکُمْ...... اور باقی تمام دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے......

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن میں صرف پانچ نمازیں کافی نہیں ہوں گی بلکہ وقت کا اندازہ کر کے نمازوں کا حساب کرنا ہوگا...... امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اُس دن کی فجر کے بعد جب اتنا وقت گزر جائے گا جتنا کہ عموماً عام دنوں میں فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت ظہر کی نماز پڑھو جب اتنا وقت گزر جائے جتنا عام دنوں میں ظہر اور عصر کے مابین ہوتا ہے تو عصر پڑھنا......

اس حدیث مبارک کی عصر حاضر سے تطبیق کرتے ہوئے بعض محققین نے لکھا ہے کہ 1987ء سے زمین کی قدرتی گردش کو متاثر کر کے زمین کے قدرتی نظام سے چھیڑ چھاڑ کی کوششیں شروع ہو چکی ہیں...... عین ممکن ہے کہ زمین کا مقناطیسی میدان ختم ہو جائے اور اس کی گردش تھم کر حدیث اقدس میں بیان کردہ ظہور دجّال کی علامت کے مطابق سست ہو جائے اور ایک دن ایک سال کے برابر پھر ایک دن

ایک ماہ کے برابر پھر ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہو جائے اور پھر زمین اپنی اصل حالت میں آ جائے اور دجال کے باقی 37 دن عام دنوں کی طرح ہوں......

بہرحال دجال کا دن زمان و مکان کے حوالے سے ہمارے دن سے مختلف ہے...... وہ یہودیوں کے ساتھ مل کر یروشلم سے حکومت کرے گا مگر جب وہ زمین پر آئے گا تو ایک دن ایک سال کے برابر ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور یہ ہی وہ وقت ہوگا کہ جب ایک روز اچانک سچے مسیحا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لائیں گے اور دجال کو اس کے انجام تک پہنچائیں گے......

*****

وہ مادرزاد اندھوں کو بینا کردے گا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مادر زاد اندھوں کو بڑے بڑے طبیب جن کے علاج سے عاجز آجائیں گے یہ بینا کردے گا...... (کنز العمال)

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ کسی دیہاتی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو مجھے تُو اپنا رب مان لے گا؟ دیہاتی وعدہ کرلے گا تو اُس کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں آکر کہیں گے کہ بیٹا تُو اس کی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے...... (سنن ابن ماجہ)

حضرت اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ پھر وہ ایک اور دیہاتی کے پاس جائے گا اور اُس سے کہے گا کہ اگر میں تیرے مردہ اونٹ کو زندہ کردوں تو کیا تُو مجھے اپنا رب مان لے گا؟ وہ کہے گا ہاں! پھر دجّال مردہ اونٹ کی طرف انگلی کا اشارہ کرے گا تو اونٹ اُٹھ کر کھڑا ہوجائے گا...... (مشکوٰۃ شریف)

اس سے مراد یہ ہے کہ مسیح الدجّال کو بہت سے امراض کے علاج کی قدرت بھی حاصل ہوگی...... آج کی دنیا میں اگر ہم اپنے الفاظ میں کہیں تو گویا میڈیکل کے شعبے میں اسے خوب کمال حاصل ہوگا یہاں تک کہ وہ ایک شخص کو چیرے گا اور پھر اس کے دونوں حصوں کو جوڑ دے گا...... آج کے دور میں کٹے ہوئے اعضا کو سرجری کے ذریعے جوڑا جارہا ہے...... گزشتہ چند برسوں کے دوران میڈیکل کے شعبے نے غیر معمولی ترقی کی ہے...... اعضا کی منتقلی اور پیوندکاری (Transplantation) آج ایک عام بات بن کر رہ گئی ہے......

☆...... 27 مارچ 1914ء کو بیلجیم کے سرجن اے ہٹن نے خون کی براہ راست منتقلی کا کامیاب تجربہ کیا جو آج تک رائج ہے......

☆...... 17 جون 1950ء کو میری اسپتال شکاگو کے سرجن رچرڈ ایچ لالر نے ایک کامیاب آپریشن

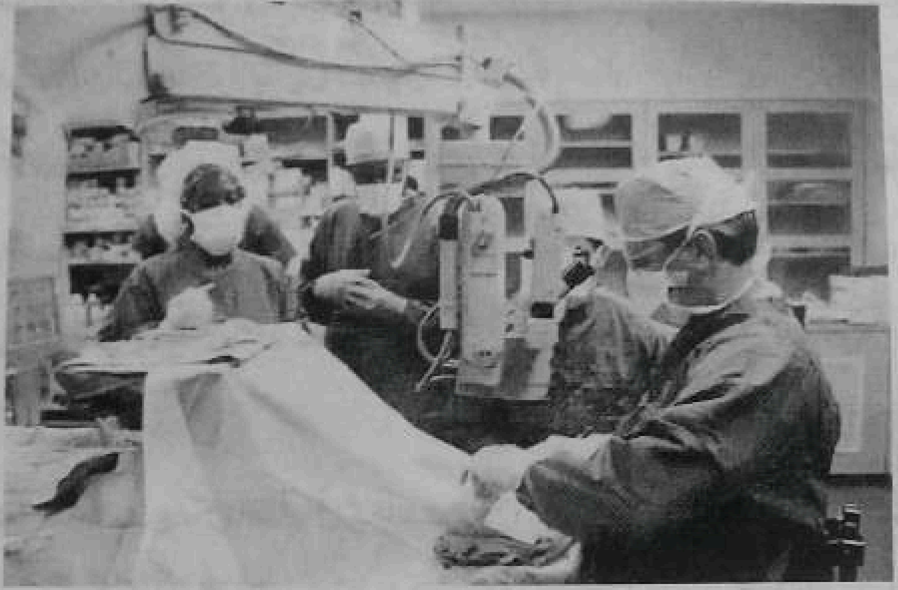

کہا جاتا ہے کہ دجال کو بہت سے امراض کے علاج کی قدرت بھی حاصل ہوگی۔ عصر حاضر میں میڈیکل کے شعبے نے بے مثال ترقی کی ہے، اعضاء کی منتقلی اور پیوندکاری ایک عام بات بن کر رہ گئی ہے شاید میڈیکل کے شعبے کی یہی غیر معمولی ترقی دجال کی معاون بن جائے ------

روایت ہے کہ اگر کسی کا اونٹ مر گیا ہوگا تو دجال اُس کے اونٹ کی طرح ایک اور اونٹ بنا دے گا......

آج کی جدید سائنس میں جینیاتی کلوننگ کے ذریعے ایسا کرنا ممکن ہوگیا ہے...... 27 فروری 1997ء کو اسکاٹ لینڈ سے تعلق رکھنے والے سائنسدان ڈاکٹر ای ین ویلمٹ کلوننگ کے ذریعے ایک بھیڑ بنانے میں کامیاب ہوگئے.....

کے ذریعے ایک 44 سالہ مریضہ کا گردہ تبدیل کر دیا...... جس سے سرجری کی دنیا میں انقلاب برپا ہو گیا پھر گردے ہی نہیں بلکہ انسانی جسم کے دیگر اعضاء کی تبدیلی بھی ایک عام سی بات بن گئی......

3 دسمبر 1967ء کو جنوبی افریقا کے شہر کیپ ٹاؤن کے گروٹ شور اسپتال میں ڈاکٹر کرسچین برنارڈ نے ایک 53 سالہ مریض کے سینے میں 25 سالہ لڑکی کا دل لگا کر سرجری میں انقلاب برپا کر دیا یہ دنیا میں تبدیلئ قلب کا پہلا آپریشن تھا......

☆ ......25 جولائی 1978ء کو مانچسٹر (برطانیہ) کے اولڈ ہام جنرل ہسپتال میں دنیا کی پہلی ٹیسٹ ٹیوب بے بی لوسی جون براؤن نے جنم لیا جسے میڈیکل سائنس کا معجزہ قرار دیا گیا......

حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی کا اونٹ مر گیا ہوگا تو دجال اس کے اونٹ کی طرح ایک اور اونٹ بنا دے گا اور یہ واقعہ وہ ایک دیہاتی کو دکھلائے گا، یہ جادو کے ذریعے بھی ممکن ہے اور جینیاتی کلوننگ (Genetic Cloning) کے ذریعے بھی...... 4 جولائی 1996ء کو اسکاٹ لینڈ کے شہر ایڈنبرا کی روزلن انسٹیٹیوٹ کے ڈاکٹر ای ین ویلمٹ اور اُن کے رفقائے کار کلوننگ کے طریقے سے ایک بھیڑ بنانے میں کامیاب ہو گئے اور 27 فروری 1997ء کو اس کا اعلان کیا گیا...... مغرب کی تجربہ گاہوں میں اب انسانی کلوننگ کے حوالے سے مختلف تجربات کیے جا رہے ہیں اور ان میں سب سے خطرناک کوشش ایک ایسا انسان بنانے کی ہے جو طاقت کے اعتبار سے ناقابلِ شکست، اور ذہانت میں اپنا ثانی نہ رکھتا ہو......

دجال کو دیکھ کر زمین کا سینہ اپنے خزانوں کو باہر اُگل دے گا

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال ایک ویرانے یا خرابے پر سے گزرے گا اور اس کو حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانوں کو باہر نکال دے (چنانچہ وہ ویرانہ اس کے حکم کے مطابق خزانوں کو اگل دے گا) اور وہ خزانے اس طرح اس کے پیچھے ہو لیں گے جس طرح شہد کی مکھیوں کے سردار کے پیچھے مکھیاں ہو لیتی ہیں...... (صحیح مسلم)

آپ برطانوی تاریخ کا مطالعہ کریں تب آپ کو پتہ چلے گا کہ سائنٹفک ٹیکنالوجیکل انقلاب سب سے پہلے جزیرہ نما برطانیہ میں برپا ہوا اور ہر جدید قدم وہیں اٹھایا گیا...... زمین کے خزانے کس طرح دجال کے پیچھے ہو لیں گے؟ اس حوالے سے درج ذیل تحقیق دلچسپی سے خالی نہیں ہے......

جنوبی افریقا کے شمال میں واقع نسبتاً ایک گمنام شہر کمبرلے 1866ء میں اس وقت عالمگیر شہرت اختیار کر گیا جب یہاں واقع ایک پہاڑ کے نزدیک ہیرے کی دریافت ہوئی...... تقریباً پچاس ہزار سے زائد مزدوروں اور کان کنوں نے کدالوں، بیلچوں اور پھاوڑوں کی مدد سے اس پہاڑ کی کھدائی کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں پہاڑ معدوم ہو گیا اور اس کی جگہ ایک عظیم الشان گڑھے (Big Hole) نے لے لی...... اس ہول کا حجم تقریباً 17 ہیکٹرز (42 ایکڑ رقبے کے مساوی) ہے اور اس کی چوڑائی 463 میٹر اور گہرائی 240 میٹر ہے کیونکہ اتنی گہری کھدائی پر پانی نکل آیا تھا لہٰذا 175 میٹر گہرائی دیکھی جا سکتی ہے اس کے بعد پانی دکھائی دیتا ہے...... طویل عرصے تک اسے انسانی ہاتھوں سے کھودے گئے سب سے بڑے گڑھے کا اعزاز حاصل رہا اور یہ آج بھی وزیٹنگ سائٹ ہے...... 1914ء میں اس گڑھے سے ہیروں کی تلاش کا کام بند کر دیا گیا...... اعداد و شمار کے مطابق 1866ء سے 1914ء کی درمیانی مدت میں 2722 کلوگرام ہیرے نکالے گئے جو کہ ایک عالمی ریکارڈ ہے......

ہیروں کی اس عظیم الشان کان کی دریافت کی اصل داستان کچھ یوں ہے کہ 1866ء میں کہ جب جنوبی افریقا تاجِ برطانیہ کے زیر تسلط تھا، ایک ننھے افریقی بچے کو کمبرلے کے ایک ویران علاقے

کانا دجال سامنے آگیا

تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے عجیب الخلقت لوگ منظرِ عام پر آتے رہے ہیں جن کے بارے میں بعض لوگوں نے گمان کیا کہ یہ ہی ''کانا دجال'' ہے مگر بعد میں یہ تمام قیاس آرائیاں غلط ثابت ہوئیں......

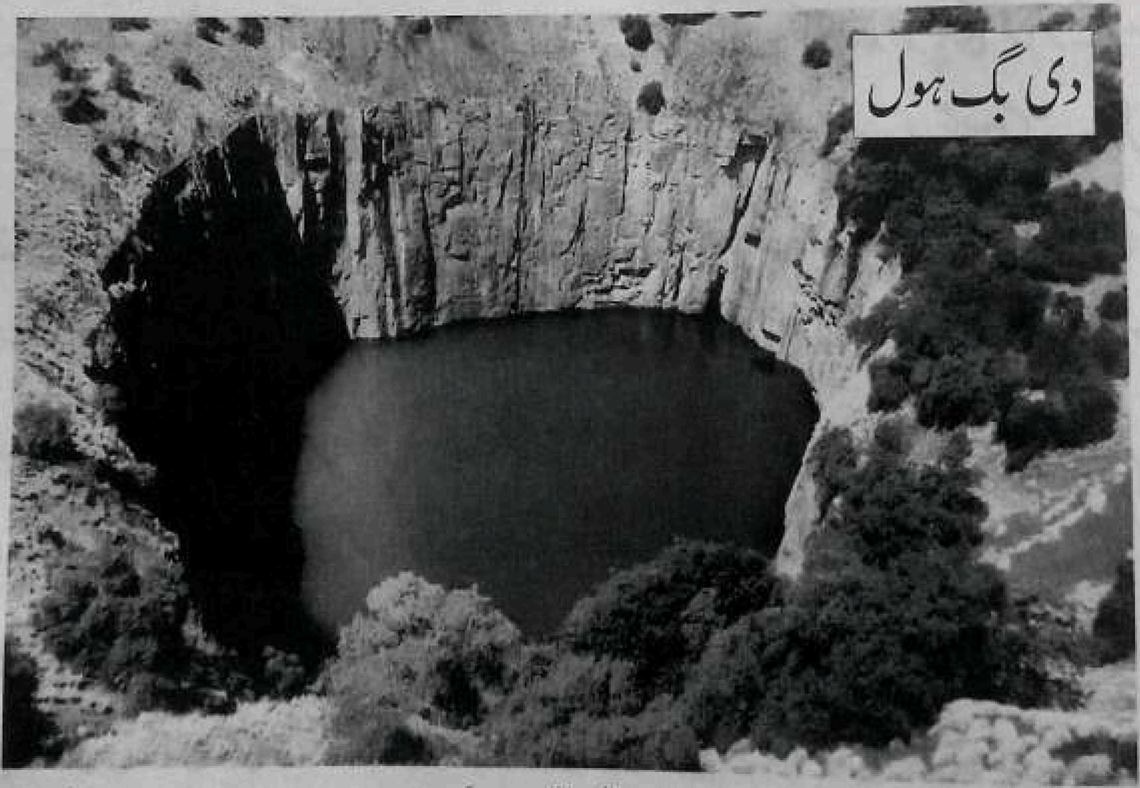

جنوبی افریقا کے شہر کمبرلے (Kimberley) میں واقع وہ عظیم الشان گڑھا جہاں سے 1914ء میں 2722 کلوگرام ہیرے نکالے گئے جو کہ ایک ریکارڈ ہے...... یہ مقام آج بھی ایک وزیٹنگ سائٹ ہے اور سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے......

سے ایک پتھر ملا جو کہ بڑا چمکدار تھا، اس میں سے شعاعیں نکل رہی تھیں، بچہ یہ پتھر لے کر اپنے باپ کے پاس گیا، باپ یہ پتھر لے کر یورپی کمشنر کے پاس گیا...... یورپی کمشنر نے یہ پتھر جوہانسبرگ بھیج دیا اور وہاں یہ انکشاف ہوا کہ یہ دنیا کے سب سے بیش قیمت ہیروں میں سے ایک ہے یوں ہیرے کی دریافت ہوئی...... اس طرح افریقا کے ایک علاقے میں خزانے یعنی ہیرے کی دریافت ہوئی مگر یہ برطانوی ٹیکنالوجی تھی جس کی مدد سے ہیرے نکالے گئے...... برطانوی انجینئروں نے زمین کا سینہ چیر کر ہیرے نکالے اس کے بغیر یہ ممکن نہ تھا...... جب انہوں نے کھدائی شروع کی تو ہیرے کی بڑی کانیں برآمد ہوئیں اور کمبرلے کا شہر راتوں رات دنیا بھر میں مشہور ہوگیا...... وہ وسیع وعریض گڑھا آج بھی موجود ہے جہاں سے ہیرے نکالے گئے، وہ اتنا گہرا اور اتنا وسیع وعریض ہے کہ اس میں کئی ہوائی جہاز سما سکتے ہیں اور برطانیہ نے اپنی جدید ترین ٹیکنالوجی کی مدد سے زمین کی تہہ میں پہنچ کر ہیرے نکالے...... برطانوی انجینئروں نے وہاں سے جو ہیرے نکالے ان کی مقدار پانچ ٹرالر کے مساوی تھی...... پھر اس گڑھے میں پانچ ٹرالر ہی کے مساوی پلاسٹک کے ٹکڑے بھر دیے گئے تاکہ پتہ چل سکے کہ کتنے ہیرے وہاں سے نکالے گئے...... 1914ء میں برطانیہ نے یہ منصوبہ بندی کرلی تھی کہ کس طرح جنوبی افریقا کی کانوں پر اپنا تسلط برقرار رکھنا ہے...... جان روڈ وہ شخص تھا جس نے اس حوالے سے ایک بینک کے قیام کو عملی شکل دی...... یہودیوں نے اس امر کو یقینی بنانے کے لیے سرمایہ فراہم کیا اور یوں برطانیہ اُن تمام ہیروں کی خرید وفروخت کا مالک بن بیٹھا اور اس وقت برطانیہ ہی دنیا کا قائد تھا، جدید ترین ٹیکنالوجی کا حامل بھی برطانیہ ہی تھا...... لہٰذا جب دجّال منظرِ عام پر آئے گا تو یہ تمام سرمایہ اُسے اپنے مشن کی تکمیل میں مدد دے گا...... اور زمین کا سینہ چیر کر جس طرح ٹھوس وسیال خزانے (یعنی معدنی ذخائر اور خام تیل) دریافت کیے جا رہے ہیں اور جس طرح دنیا بھر میں تیل کے ذخائر پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے لیے عالمی قوتیں سرگرداں ہیں یہ بساط درحقیقت دجّال ہی کے لیے بچھائی جا رہی ہے...... اور معدنی وسائل کی دریافت کے لیے درکار جدید ترین مشینری دراصل وہ قوت ہے جس کے بل

پر جہاں یہ خزانے دفن ہوں گے وہیں اُن کا پتہ چلا کر انہیں نکالنے کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی...... اس طرح غالباً آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان پورا ہو جائے گا کہ دجال ایک ویرانے یا خرابے پر سے گزرے گا اور اس کو حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانوں کو باہر نکال دے (چنانچہ وہ ویرانہ اس کے حکم کے مطابق خزانوں کو اگل دے گا) اور وہ خزانے اس طرح اس کے پیچھے ہو لیں گے جس طرح شہد کی مکھیوں کے سردار کے پیچھے مکھیاں ہو لیتی ہیں...... (واللہ اعلم بالصواب)

*****

دجال کی پیروی کرنے والے عیش و آرام میں جبکہ مومنین مشقت میں ہوں گے

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اس کا ایک عظیم فتنہ یہ ہوگا کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا جو لوگ اس کی بات مان لیں گے اُن کی زمینوں پر بادلوں سے بارش ہوتی نظر آئے گی اور اُسی کے کہنے پر اُن کی زمین نباتات اگائے گی، اُن کے مویشی خوب فربہ ہو جائیں گے اور مویشیوں کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے اور جو لوگ اس کی بات نہ مانیں گے اُن کی زمینوں پر قحط پڑے گا، اُن کے سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے اور وہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو جائیں گے...... (صحیح مسلم)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ دجال کی پیروی کرنے والے عیش و آرام میں جبکہ مومنین مشقت میں ہوں گے...... اس روایت کو پیش نظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ برسوں کے ارتقائی عمل کے نتیجے میں آج عالمی تجارتی ادارے اُس ہدف کی جانب بڑھ رہے ہیں جہاں پہنچ کر وہ ''دجال'' کا کردار ادا کر سکیں گے یعنی دنیا کے غریب اور مفلوک الحال عوام روٹی کے سوکھے ٹکڑوں کے لیے بھی اُن کے محتاج ہو جائیں......

غریب ممالک کی غذائی اجناس اور دیگر مصنوعات پر سرمایہ دار صیہونی طبقے کے کنٹرول کی ارتقائی تاریخ کا پس منظر دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد عمل میں لائے جانے والے اقدامات سے جا ملتا ہے، سرمایہ پرستی کی بنیاد پر گلوبلائزیشن کے قیام اور دنیا کے وسائل و مصنوعات پر گرفت قائم رکھنے کے لیے، سب سے زیادہ ضروری چیز عوام کے ذہنوں کی تطہیر تھی، انہیں اس بات کا عادی بنانا تھا کہ وہ عالمی تجارت کو ترقی دینے کے لیے اپنے ملک کی مصنوعات سے زیادہ غیر ملکی مصنوعات کو ترجیح دیں تاکہ بتدریج مقامی مصنوعات کا خاتمہ ہو جائے یا اُن کا خریدار دوسرے ملک میں تو موجود ہو لیکن وہ اپنے ملکی خریدار کو ترس جائیں، اسی مقصد کے پیش نظر ''General Agreement on Tariffs and Trade (GATT)'' نامی معاہدہ عمل میں آیا...... 1945ء میں امریکا اور وہ ممالک جو دوسری جنگ عظیم میں فتح حاصل کر چکے

تھے، اُس وقت ایسی پوزیشن میں تھے کہ دنیا کے رخ کو جس طرف چاہے موڑ سکتے تھے...... اس لیے سرمایہ پرست صیہونی گروہوں نے سب سے پہلے ان ہی ممالک کی حکومتوں پر شب خون مارا اور اُن کے انتظامی امور پر حاوی ہونے کے بعد دیگر ممالک کی حکومتوں کو اپنی پالیسیوں کے تابع بنانا شروع کردیا...... اقتصادی میدان سے حکومتوں کی سرپرستی کا خاتمہ کرنا کیونکہ ایک سنگین مسئلہ تھا، اس لیے انہوں نے امریکی حکومت کے ذریعے 1948ء میں ایک معاہدے کا آغاز کروایا، جو "GATT" کے نام سے مشہور ہوا اور تقریباً نصف صدی تک مختلف ممالک کے درمیان، مذاکرات کے بہت سے مراحل طے کرنے کے بعد، دسمبر 1993ء میں اس کے آخری فارمولے پر اتفاق ہوسکا......

موجودہ دور ایک نئے قسم کے نوآبادیاتی نظام کا دور ہے...... عالمی مالیاتی ادارے، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک، مختلف حیلے بہانوں اور ہتھکنڈوں سے تیسری دنیا کے غریب ملکوں کی حکومتوں کو ایسے اقدامات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ رفتہ رفتہ مکمل طور پر اُن کے محتاج ہوجاتے ہیں...... دراصل سامراجی ملکوں کو اپنے کارخانوں کے لیے خام مال کی ضرورت ہوتی ہے...... اس کے لیے وہ غریب اور سابقہ نوآبادیاتی ملکوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ "Cash Crops" یعنی نقد آور فصلیں کاشت نہ کریں...... اس کے برعکس ترقی یافتہ ممالک اپنے کسانوں کو سبسڈیز (Subsidies) دیتے ہیں...... اب غریب ملکوں کی نقد آور فصلوں کو استعمال کرنے کے لیے جدید ٹیکنالوجی درکار ہے جو ظاہر ہے ان غریب ملکوں کے پاس نہیں ہوسکتی لہٰذا اِن فصلوں کو چند اجارہ دار سامراجی ملکوں کی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہی خرید سکتی ہیں اس طرح بیچنے والے زیادہ اور خریدنے والے کم پڑ جاتے ہیں اور معاشی اصطلاح میں ایسی ہی صورتحال کو اجارہ داری (Monopoly) کہا جاتا ہے...... اس سے یہ ہوتا ہے کہ چند اجارہ دار خریدنے والے بہت سے بیچنے والوں کا خوب استحصال کرتے ہیں اور اِن کی اشیا اور خام مال کم قیمت پر خرید لیتے ہیں...... اب چھوٹے اور درمیانے درجے کے کسان اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے قرض لے کر بیج (Seeds) اور دوائیاں وغیرہ ان ہی کمپنیوں سے خرید لیتے ہیں اور پہلے سے زیادہ محنت کرکے زیادہ

فصل اگاتے ہیں......مگر نتیجہ ڈھاک کے وہ ہی تین پات یعنی محنت کا استحصال......

غریب ممالک سامراجی شکنجے میں زیادہ محنت کرتے ہیں، استحصال کا پہیہ بھی اتنا ہی تیز ہوجاتا ہے یوں ان پر دوہرا ظلم ہوتا ہے، ایک تو ان کی نقد آور فصلوں کی قیمت کم ملتی ہے دوسرا خوراک خود نہ اُگانے کی وجہ سے خوراک درآمد کرنا پڑتی ہے جو کہ روز بروز مہنگی ہوتی چلی جارہی ہے......اسی لیے آج دنیا میں 800 ملین افراد خوفناک بھوک کا شکار ہیں جس میں سے 500 ملین براعظم ایشیا کے مختلف ملکوں میں رہتے ہیں......ان غریب ملکوں کے باشندوں کے لیے 1994ء کی نسبت تین وقت کی روٹی کے اخراجات 20 فیصد بڑھ گئے ہیں......اسی لیے کہا جارہا ہے کہ عصر حاضر میں دنیا کا سب سے بڑا بحران خوراک کا بحران ہے......سائنس و ٹیکنالوجی میں روز بروز پیشرفت کے باوجود انسان ابھی تک اپنا ایک انتہائی بنیادی مسئلہ، یعنی خوراک کا مسئلہ حل نہیں کرسکا......سائنس اور ٹیکنالوجی نے جتنی ترقی کرلی ہے اس میں تو ہر انسان کو روٹی، کپڑا، مکان اور علاج معالجے کی فکر سے آزاد ہوکر اپنے تمام تر تفکر اور تدبر کا رُخ کائنات کی وسعتوں کو کھنگالنے میں صرف کردینا چاہیے، کائناتی تسخیری فارمولوں کا علم اور کائنات بنانے والے مالک حقیقی سے ربط اُسے حاصل ہوجانا چاہیے......لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ دنیا کی ایک کثیر آبادی اپنی تمام تر صلاحیتوں کو محض اور محض روٹی کے چند نوالوں کے حصول کے لیے ہی صَرف کر ڈالتی ہے......دنیا میں 1.6 بلین افراد بھوکے ہیں تو کیا یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا قصور ہے جس نے کسان سے اس کا ''ہل'' ہی نہیں چھینا بلکہ خوراک پر اس کا کنٹرول بھی چھین لیا ہے؟......قصور سائنس کا نہیں بلکہ اُن ہاتھوں کا ہے جن کے قبضے میں یہ سائنس اور ٹیکنالوجی ہے......دنیا کی خوراک پر چند ملٹی نیشنل کمپنیوں نے قبضہ جمالیا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی بھی انسانی خدمت گار نہیں بلکہ ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کے گھر کی کنیز ہے......آج اچھی فصل کا مطلب کسان کی خوشحالی نہیں، بین الاقوامی مہاجنوں کی چاندی ہے اور یہ مہاجن یعنی ملٹی نیشنل کمپنیاں دنیا کی خوراک پر قبضے کے لیے پیش قدمی کرچکی ہیں......

ملٹی نیشنل کمپنیاں صرف معاشی ہی نہیں بلکہ ہر شعبہ ہائے زندگی پر قبضہ کرتی ہیں......ان شعبوں میں

سب سے زیادہ زیر تسلط شعبہ ریسرچ کا ہے...... زراعت میں یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ انسانی ترقی کے ثمرات، جو انسانیت کے وسیع حلقوں تک پہنچنے چاہئیں، چند ہاتھوں میں محدود ہو جاتے ہیں اور انسانی خوشحالی اور غربت کے خاتمے کا خواب دھندلا جاتا ہے خوراک کی ملٹی نیشنل کمپنیاں اس قدر اثر ورسوخ رکھتی ہیں کہ خوراک کا معیار تیار کرنے والے ادارے بھی رشوت، خرد برد اور اثر ونفوذ سے محفوظ نہیں رہتے...... یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں خوراک پر اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لیے مقامی حکومتوں کی پالیسیوں کو بھی سبوتاژ کردیتی ہیں...... وہ خوراک کی تجارت اور پیداوار سے متعلق تمام شعبوں میں ہٹ دھرمیوں کا مظاہرہ کرنے لگ جاتی ہیں...... یہ کمپنیاں کوشش کرتی ہیں کہ نئی منڈیاں قبضے میں کی جائیں...... جس کے لیے براہِ راست زرعی خوردنی فصلیں خرید لیتی ہیں...... پھر اس کو خود ہی پراسیس کرتی ہیں اور براہِ راست زرعی پیداوار کرنے لگ جاتی ہیں...... بڑے وسیع پیمانے پر ان مصنوعات کی تشہیر کی جاتی ہے بالخصوص پھلوں اور خوراک کے شعبوں میں یہ عمل بڑا تیز ہو گیا ہے...... خاص طور پر بہتر ٹرانسپورٹیشن اور مارکیٹنگ کی بدولت بے موسمی پھل اور سبزیاں دنیا کے ایک خطے سے دوسرے خطے میں پہنچا کر کئی گنا منافع کمایا جاتا ہے...... مثلاً جنوبی امریکا کی ریاست چلی، جہاں سے یورپ اور شمالی امریکا کو بے موسمی پھل اور سبزیاں سب سے زیادہ برآمد کی جاتی ہیں، چلی کی تمام تر کاشت محض پانچ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قبضے میں ہے......

اس تمام گورکھ دھندے میں عالمی تنظیم برائے تجارت (W.T.O) کا کردار بھی نہایت اہم ہے، جس کی ایک شق "TRIPS" یعنی Trade Related Aspects of Intellectual Property Rights دراصل پوری دنیا کی خوراک پر نئی ٹیکنالوجی کی مدد سے قبضے کا ایک بھیانک منصوبہ ہے...... اس کی تاریخ یہ ہے کہ آج سے چند دہائیوں پہلے تک کم از کم زمین کے حیاتیاتی تنوع کو نسل انسانی کی مشترکہ میراث سمجھا جاتا تھا اور دنیا کے 90 فیصد نباتاتی اور حیوانی وسائل چونکہ ترقی پذیر ممالک میں پائے جاتے تھے لہٰذا ان کی یہ دولت ان کے تحفظ اور زندگی کا جواز تھی...... پھر دنیا کے قدرتی اور نباتاتی اقسام کے تحفظ کے لیے جینیاتی بینک (Gene Bank) کے ذخیرے اکٹھے کر کے سنبھالے گئے تاکہ ماحول کی تباہی سے یہ

اقسام ختم نہ ہو جائیں...... ایک عرصے تک ان نمونوں پر کسی کی ملکیت نہیں تھی بلکہ ان پر تحقیق کے ثمرات، تمام انسانوں کے حق کے طور پر تسلیم کیا جاتا تھا...... 1980ء میں امریکا میں ایک قانونی کیس میں پہلی مرتبہ جین (Gene) کی تبدیلی پر کسی جاندار پر قانونی ملکیت کا حق یعنی پیٹنٹ (Patent) کرایا گیا...... پھر W.T.O کے ایجنڈے میں سخت مزاحمت کے باوجود ایسی شقیں شامل کردی گئیں کہ نظامِ حیات پر بھی ملکیت کی راہ ہموار ہو سکے...... مثلاً اس معاہدے کی رُو سے پودوں کی اقسام کی قانونی ملکیت کا تحفظ پیٹنٹ (Patent) کے ذریعے کیا جائے گا...... اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر ملک اپنے خاص پودوں کی اقسام کے لیے قانون بنائے تاکہ ان پر اس کی ملکیت ثابت ہو...... "TRIPS" کی ایک اور شق (3-27) عالمی تجارتی کمپنیوں کو یہ اجازت دیتی ہے کہ نظامِ حیات پر جو جدید تحقیق ہو رہی ہے اور اس سے جو نئے طریقے نکلتے ہیں یا جاندار اشیا تیار ہوتی ہیں ان پر وہ پیٹنٹ (Patent) یعنی قانونی ملکیت کی سند حاصل کر سکتی ہیں......

ملٹی نیشنل کمپنیاں کس طرح دنیا کے حیاتیاتی تنوع کو رجسٹر کروا کے انسانی ارتقائی دھارے کو بانجھ کر رہی ہیں اور اپنے مقابل ہر قوت کو مٹانے پر تلی ہوئی ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ہلدی جسے ہمارے آباؤ اجداد صدیوں سے استعمال کر رہے ہیں، یہ زخموں کے علاج کے لیے بڑی مفید ہے...... 1995ء میں دو امریکیوں کو ایسی دوائی کا پیٹنٹ (Patent) دیا گیا جس میں زخموں کے علاج کے لیے ہلدی کا استعمال کیا گیا تھا...... اس کے بعد جب بھی دنیا میں کسی بھی ملک کا کوئی بھی آدمی ہلدی کا استعمال کر کے دوائی بناتا اُسے قانوناً امریکیوں کو رائلٹی دینا پڑتی، جب ہندوستانیوں نے اپنی صدیوں پرانی مذہبی کتاب سے یہ نسخہ ڈھونڈ کر امریکی عدالت کو دیا تب کہیں جا کر وہ پیٹنٹ (Patent) ختم کیا گیا...... اسی طرح ملٹی نیشنل کمپنیز نیم، آملہ، تلسی، سدا بہار اور دیگر پودوں سے دوائیاں تیار کر کے پیٹنٹ (Patent) کروا رہی ہیں تاکہ ان پودوں پر ان کی اجارہ داری قائم رہے......

ہیومن ڈیویلپمنٹ رپورٹ کے مطابق افریقا میں واقع ایک ملک مڈغاسکر جہاں ایک پھول میں

کینسر کے وائرس کے خلاف اجزاء پائے گئے...... اس سے بنائی گئی دوائیاں دس کروڑ ڈالر سالانہ میں فروخت ہوتی ہیں مگر مڈغاسکر کی عوام کو "شکریہ" کے سوا کچھ بھی نہ ملا اور یہ سارا منافع ایک امریکی کمپنی ایلی للی (Eli Lilly) کے پاس چلا گیا......

کیا یہ المیہ نہیں کہ ہم ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود گندم اور چینی درآمد (Import) کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں؟ کئی سالوں سے ملک میں گندم کا مطلوبہ ہدف حاصل نہیں کیا جارہا ہے...... جس کی وجہ سے ہر سال پاکستان کو لاکھوں ٹن گندم درآمد (Import) کرنی پڑرہی ہے...... کیا یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ یہ سب کن طاقتوں کی ایما پر کیا جارہا ہے؟......

صرف یہ ہی نہیں بلکہ عالمی قوتیں پانی کے ذخائر کو بھی اپنی دسترس میں لے کر اپنی طفیلی ریاستوں کا حقہ پانی بند کرنے کے لیے سرگرم ہیں...... یہ قوتیں دنیا کے قدرتی وسائل یعنی معدنیات اور خام تیل پر ہی نہیں بلکہ پانی پر بھی اپنا کنٹرول سنبھال رہی ہیں اور اس مقصد کے لیے بڑے بڑے ڈیم بنائے جارہے ہیں...... شنید ہے کہ آئندہ عالمی جنگ پانی پر لڑی جائے گی...... امریکا کے حلیف ممالک جن میں بھارت بھی شامل ہے اکثر پاکستان کا پانی روک دیتا ہے اور دریائے جہلم و نیلم کو کنٹرول کرنے کے لیے بڑے بڑے ڈیم بنا رہا ہے...... عراق اور شام کا پانی ترکی کے ذریعے رکوائے جانے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے...... واضح رہے کہ دجلہ اور فرات کا اصل سرچشمہ ترکی ہے یہ دونوں دریا ترکی سے نکلتے ہیں اور عراق سے گزرتے ہوئے خلیج عرب میں گرتے ہیں خلافتِ عثمانیہ کے بعد سے ترکی پر مغرب کا غلبہ ہے اگر کافر قوتیں ترکی پر غالب آجائیں تو ترکی فرات کا پانی بآسانی روک سکتا ہے...... فلسطین اور اردن کا پانی اسرائیل نے بند کر دیا ہے اور مصر کے عظیم دریائے نیل کو خشک کرنے کی تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں......

مغربی قوتوں کا ایک اور تخریبی کارنامہ یہ ہے کہ جراثیمی ہتھیاروں (Biological Weapons) کے ذریعے وہ کسی بھی فصل کو تباہ کرنے کی صلاحیت حاصل کر چکے ہیں...... آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک

نے زراعت کے میدان میں عالمی ریاستوں کو ایک ایسی پالیسی کا پابند بنایا ہے کہ جس کی وجہ سے یہ شعبہ انحطاط کا شکار ہو گیا ہے...... کھاد، بیج اور زرخیز زمینوں پر مغربی قوتوں کی اجارہ داری ہے اور جراثیم کش ادویات پر بھی ان ہی کا قبضہ ہے......

محض غذائی صنعت پر ہی نہیں بلکہ طبی صنعت پر بھی غلبہ حاصل کرنا شیطانی قوتوں کا ہدف ہے اور اس وقت دنیا بھر کی نامور دواساز کمپنیاں یہودیوں کی ملکیت ہیں اور یہ جب چاہیں کسی ملک کے مریضوں کو سسکتا تڑپتا چھوڑ کر ان کے مرنے کا تماشا دیکھ سکیں گی...... ایک مقام پر ڈاکٹر جان کولمین لکھتا ہے:

''تمام ضروری اور غیر ضروری ادویات اور ڈاکٹرز کا ریکارڈ ایک مرکزی بینک میں رجسٹر کیا جائے گا اور کوئی دوائی یا علاج اُس وقت تک تجویز نہیں کیا جاسکے گا جب تک ہر شہر، قصبہ یا گاؤں کا نگران کنٹرولر اس کی تحریری اجازت نہ دے دے......''

یہ درحقیقت طبی صنعت پر غلبہ قائم کرنے کا منصوبہ ہے جس کے ذریعے اُن ممالک میں بسنے والے لوگوں کو سبق سکھایا جاسکے گا جو دجالی قوتوں کے آگے سینہ سپر ہونے کی کوشش کریں گے......

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو لوگ دجال کی بات مان لیں گے اُن کی زمینوں پر بادلوں سے بارش ہوتی نظر آئے گی اور جو لوگ اس کی بات نہ مانیں گے اُن کی زمینوں پر قحط پڑے گا...... اس روایت کو پیش نظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ عصر حاضر میں شیطانی قوتیں موسم کو اپنے بس میں کرنے کے لیے کوشاں ہیں...... یہ ہی وجہ ہے کہ کرۂ ارض کے موسم میں واضح تبدیلیاں آرہی ہیں جن سے ماحول نہایت سنگین تباہی سے دوچار ہے...... گلوبل وارمنگ کی اصطلاح عام ہے اور دنیا بھر کے مجموعی درجۂ حرارت میں اضافے سے طوفان، سیلاب اور بارشوں کی شرح غیر معمولی طور پر متغیر ہو گئی ہے اور اسے محض ایک فطری عمل قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ یہ مغرب کی جانب سے سائنسی تجربات اور ایٹمی تجربات کا نتیجہ ہے...... موسم پر قابو پانے کے لیے مغربی تجربہ گاہوں میں پیش رفت جاری ہے......

دجّال کے ساتھ گوشت اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے ساتھ گوشت اور روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُس کے ساتھ غذا کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا مگر وہ صرف اُنہیں لوگوں کو اُس میں سے کچھ حصہ دے گا جو اُس پر ایمان لے آئیں گے...... (البدایہ والنہایہ فی الفتن والملاحم)

یعنی دجال کے پاس خوراک کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا جس کے ذریعے سے وہ مادہ پرست، شہوت پرست دنیا دار لوگوں کو فتنے میں ڈال دے گا جن کو اس بات کی پروا نہیں ہوتی آیا وہ حرام کھا رہے ہیں یا حلال...... یہ لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ''زندہ رہنے کے لیے تو ہم شیطان کے ساتھ بھی لین دین کرنے کے لیے تیار ہیں''......

گزشتہ صدی میں جس حیرت انگیز طور پر اور نہایت سرعت انگیزی سے اہل مغرب کے توشے یعنی فاسٹ فوڈ نے دنیا بھر کی آبادی کو متاثر کیا ہے اور کوک اور برگر کلچر نے جس تیزی سے اپنی جڑیں مضبوط کی ہیں وہ غیر معمولی طور پر معنی خیز ہے...... اپریل 1955ء میں شکاگو کے ایک مضافاتی قصبے دِس پلینیس میں فاسٹ فوڈ کے ایک فرنچائز کا آغاز ہوا جو کہ فاسٹ فوڈ کے ایک بڑے کاروبار کا نقطۂ آغاز تھا بعد ازاں رچرڈ میکڈونلڈ اور مرسی میکڈونلڈ برادران نے کیلی فورنیا میں میکڈونلڈ کا آغاز کیا جس نے رفتہ رفتہ امریکا سے باہر بھی شاخیں قائم کرلیں...... 1980ء تک میکڈونلڈ کی شاخوں کی تعداد دنیا بھر میں دس ہزار سے تجاوز کر چکی تھی اور میکڈونلڈ دنیا کی سب سے بڑی فوڈ سروس کمپنی بن چکی تھی......

دنیا میں اس وقت غذائی اشیا بنانے والی سب سے بڑی کمپنی نیسلے (Nestle) ہے...... جو یہودیوں کی ملکیت ہے اور اس کا مشن تمام دنیا کے غذائی مواد کو اپنے قبضے میں کرنا ہے...... یہ کمپنی اس وقت غذائی مواد، مشروبات (Beverages)، چاکلیٹ، تمام مٹھائیاں، کافی، پاؤڈر دودھ، بچوں کا دودھ، پانی، آئس کریم، تمام قسم کا غلہ، چٹنیاں، سوپ غرض کھانے پینے کی کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ کمپنی نہ بنا رہی ہو اور

یہ مادی دنیا کھانے پینے کی اشیا میں نیسلے کی محتاج ہوتی جا رہی ہے......

کہا جاتا ہے کہ دجال کے پاس گوشت، شوربے یا یخنی کا پہاڑ ہوگا اور ایک پہاڑ اس گوشت کا جو ہڈی پر سے اتار کر کھایا جاتا ہے گرم ہوگا ٹھنڈا نہیں ہوگا لہٰذا غذائی مواد کو اپنے قبضے میں کرنے کے علاوہ مغربی قوتوں کا تخریبی کارنامہ یہ ہے کہ 1809ء میں "Food Processing & Preservation" کے نام سے ایک ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد اشیائے خورد و نوش کو جدید سے جدید طریقے پر ذخیرہ کرنا ہے اور وہ اس حوالے سے کئی ایجادات کر چکا ہے جن میں سے بعض طریقے ایسے ہیں جن میں کھانوں کو ایک خاص درجۂ حرارت پر گرم رکھ کر محفوظ کر لیا جاتا ہے جن میں سوپ، چٹنیاں، سبزیاں، گوشت، مچھلی اور دودھ کی بنی ہوئی مختلف اشیا شامل ہیں...... اس تناظر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ گوشت گرم ہوگا اور پھر یہ فرمانا کہ ٹھنڈا نہیں ہوگا اپنے اندر بڑی گہرائی لیے ہوئے ہے......

دجّال کے دور میں سود عام ہوگا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں دجّال کے زمانے میں سود عام ہوگا، سود کیا ہے؟......

قرضہ جات اور ادھار کے عوض جو شرح منافع حاصل کیا جائے وہ سود ہے جیسا کہ آج کل بینکوں میں شرح سود عام ہے...... آج تمام دنیا کی معیشت سود (Usury) کی گرفت میں ہے...... جدید سودی معیشت کا اصل منبع برطانیہ ہے وہ ہی اس کا موجد ہے، یہ برطانوی بینک ہی ہیں جنہوں نے اس کا آغاز کیا...... سترہویں صدی کے اختتام پر برطانوی بینکوں نے اس طرح کی کوششوں کا آغاز کر دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جدید سودی معیشت اور جدید بینکاری کا قیام عمل میں لایا گیا بس فرق یہ ہے کہ جدید دور میں حقیقی دولت کاغذی کرنسی کا روپ دھار گئی...... 27 دسمبر 1945ء کو دنیا کے مالیاتی نظام کو کنٹرول کرنے کے لیے دو بین الاقوامی ادارے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ اور عالمی بینک قائم ہوئے...... ان دونوں اداروں نے ابھی تک دنیا کی دولت کو اس انداز میں لوٹا ہے کہ لوٹنے والی قوموں کے نام نہاد دانشور، ان اداروں کو قوموں کا محسن ثابت کر رہے ہیں، یہ دونوں سو فیصد یہودی ادارے ہیں جن کا مقصد مالی نظام کے ذریعے ساری دنیا کے، سیاسی، سماجی، عسکری، تجارتی، تعلیمی اور آبی نظام کو کنٹرول کرنا ہے...... یہ وہ عمل ہے کہ جس کا آغاز برطانوی معیشت دانوں نے سترہویں صدی کے اختتام پر ہی کر دیا تھا، انہوں نے ہی سب سے پہلے کاغذی کرنسی کا اجراء کیا اور کاغذی کرنسی نے سودی معیشت پر مبنی نظام بینکاری کو پنپنے میں مدد دی اور آج دنیا پر اسی کا غلبہ ہے......

کیا کبھی کسی نے سودی نظام پر مبنی اس سیاہ تاریخ کے بوسیدہ اوراق الٹنے کی کوشش کی کہ سارا بینکنگ سسٹم ایک استحصال، بددیانتی اور فراڈ کی بنیاد پر شروع ہوا اور آج تک اس کی روح اسی استحصالی نظام پر ہے...... اس سارے سسٹم کی بنیاد یہ ہے کہ لاکھوں لوگوں کے تھوڑے تھوڑے بچت کے پیسے اکٹھے کر کے ایک بددیانت سرمایہ دار اور مفاد پرست کو دیتے جائیں جسے وہ جیسے چاہے استعمال کرے......

یہ وہ زمانہ تھا جب کرنسی نوٹ نہیں تھے، لوگ اپنی بچت سے سونا خریدتے اور سناروں کے پاس اسے امانت رکھ دیتے اور وہ انہیں رسید لکھ دیتے کہ اس کاغذ کے عوض اتنا سونا میرے پاس موجود ہے، پھر اگر

کسی کو کوئی چیز خریدنی ہوتی یا قرض اتارنا ہوتا تو وہ رسید اس کے حوالے کر دیتا جو آگے چلتی رہتی اور سونا سنار کے پاس رہتا...... ان چالاک اور ہوشیار سناروں نے اندازہ لگایا کہ لوگ دس حصوں میں سے صرف ایک حصہ سونا خرچ کرتے ہیں اور باقی نو حصے جمع رکھتے ہیں تو یوں انہوں نے لالچ، حرص اور بددیانتی میں لوگوں کی ان امانتوں کے بدلے قرض پر لوگوں کو رسیدیں جاری کرنا شروع کر دیں اور اس پر سود لینا شروع کیا...... یہ دغابازی دوہری نوعیت کی تھی جس کا سونا ہوتا اس سے حفاظت کے پیسے الگ لیے جاتے اور جس کو دیتے اس سے سود کے پیسے الگ...... حرص بڑھتی ہے تو بے ایمانی بھی بڑھتی ہے......رسید کامیاب ہوئی تو نو حصوں کے بدلے میں نو رسیدیں بھی جاری ہوتی رہیں یعنی وہ مال جسے نہ ان سناروں نے کمایا تھا اور نہ وہ ان کی ذاتی بچت تھی، ایک امانت تھی جس پر روپیہ بٹورنا شروع کیا گیا اور ایک دن ایسا آیا کہ ملک کے بادشاہ، امیر، وزیر سب ان سناروں کے محتاج ہو گئے...... ملک چلانے، جنگیں لڑنے، شادیاں کرنے کے لیے سب ان سے قرض لینے لگے اور یہ سنار اس قدر طاقتور ہو گئے کہ حکومتوں نے ان کی دغابازی کو قانون کا درجہ دے دیا اور پھر ان کو اختیار دے دیا گیا کہ وہ کرنسی نوٹ جاری کر سکیں...... یہ وہ وقت تھا کہ جب پوری دنیا میں صنعتی انقلاب آ رہا تھا...... صنعتیں لگ رہی تھیں، چالاک سرمایہ دار کو پیسے کی ضرورت تھی اور پیسہ صرف دو جگہ تھا، سناروں کے پاس یا پھر عام غریب آدمی کے پاس تھوڑی بچت کی صورت میں...... یہ عام آدمی جو پس انداز کرتا وہ یا تو کسی دکان یا فیکٹری میں حصہ ڈالتا یا حصص خرید لیتا......

اب اِن چالاک اور مکار سناروں نے جو اعلیٰ بینکرز بن چکے تھے ایک چال چلی...... کہا اے سادہ لوگو! تم کیوں روز روز نفع نقصان کی فکر میں رہتے ہو، پیسہ لگاتے ہو، ڈوبتا ہے، پریشانی ہوتی ہے، بس آپ کا سارا غم ہمارا...... اپنا پیسہ ہمیں دے دو اور ہر سال یا ہر ماہ ایک مقررہ (Fixed) منافع لیتے جاؤ اور یوں عام لوگوں کا سرمایہ ان چند چالاک ساہوکاروں اور اعلیٰ مرتبت بینکاروں کے قبضے میں آ گیا جسے وہ جیسے چاہیں استعمال کریں......

موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ یہودی سرمایہ دار طبقہ دنیا کی تمام دولت کو اپنے قبضے میں لے رہا

ہے..... دنیا سے گولڈ اسٹینڈرڈ کا خاتمہ کر کے اور سونا اپنے قبضے میں لے کر دنیا کے ہاتھوں میں رنگ برنگے کاغذ کے ٹکڑے (کرنسی نوٹ وغیرہ) تھما دیے گئے ہیں جن کو یہودی غلامی میں جکڑی دنیا نوٹ یا دولت سمجھتی ہے (یہ خوش فہمی جلد دور ہو جائے گی) بلکہ اب تو وہ نوٹ بھی ان سے چھینے جا رہے ہیں اور پلاسٹک کے کارڈ تھمائے جا رہے ہیں..... نادان پلاسٹک کارڈ (کریڈٹ کارڈ) ہاتھ میں پکڑ کر خود کو کروڑ پتی اور ارب پتی سمجھتا ہے..... مقام حیرت یہ ہے کہ اگر آج ایک شخص ایک دکان یا فیکٹری میں سرمایہ لگاتا ہے تو اسے ڈرایا جاتا ہے کہ یہ ڈوب جائے گا، نقصان ہو جائے گا لیکن پوری دنیا میں پھیلا بینک ڈوب جاتا ہے تو کوئی اُف نہیں کرتا..... کوئی اس گولڈ اسمتھ کو گالی نہیں دیتا، کوئی نہیں کہتا کہ چند یہودی سرمایہ داروں کی اجارہ داری اور غریبوں کی جمع پونجی پر عیش کرنے والا یہ سسٹم غلط ہے..... اقبال نے کہا تھا۔

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جُوا ہے
سود ایک کا، لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

یہ سود کے نظام میں جکڑی ہوئی معیشت کا المیہ ہے..... ہم یہاں روز لوٹے جاتے ہیں، تباہ ہوتے ہیں، برباد ہوتے ہیں..... کبھی دبئی ڈوب جاتا ہے اور کبھی امریکا کا پورا معاشی نظام دھڑام سے گر جاتا ہے..... لیکن کوئی اس سود پر کھڑی ہوئی عمارت اور اس ادارے پر لعنت نہیں بھیجتا جس کے بارے میں سید الانبیاء نے فرمایا ہے کہ: ”سود اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اس کو ستر اجزا پر تقسیم کیا جائے تو اس کا ایک ہلکے سے ہلکا جز اس گناہ کے برابر ہوگا کہ ایک آدمی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے“..... (سنن ابن ماجہ/بیہقی)

لوگ سوال کرتے ہیں ہم پر رحمتیں نازل کیوں نہیں ہوتیں؟..... لیکن میرا رب صرف ایمان والوں سے کہتا ہے: ”اگر تم ایمان رکھتے ہو تو جو سود تمہارا لوگوں پر باقی ہے اسے چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ قبول کرو.....“

جس امت کے ہر چوراہے، سڑک، عمارت اور شہر میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ قبول کرنے کی دکانیں کھلی ہوں، پوسٹر لگے ہوں، نیون سائن جگمگا رہے ہوں وہ یہود و نصاریٰ کے خلاف جنگ اور جہاد کی باتیں کرے تو اسے منافقت اور ضعفِ ایمان کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے.....

عورتیں دجال سے سب سے زیادہ متاثر ہوں گی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ لوگوں کا جو گروہ دجال سے سب سے زیادہ متاثر ہوگا وہ عورتیں ہوں گی...... (مسند احمد)

کسی بھی قوم اور معاشرے کی بنیاد گھروں پر استوار ہوتی ہے اور گھروں کا نظام خواتین کے دم سے ہی قائم ہے اور جس گھر کا نظام درہم برہم ہو جائے تو معاشرہ بڑی تیزی کے ساتھ زوال کا شکار ہو جاتا ہے اور گھر کی جان اور عزت وشان عورت کے دم سے ہی قائم ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ عورت کے بغیر یہ کائنات ادھوری ہے، بلکہ سچ بس اتنا ہے جو شاعر مشرق نے بیان کیا ہے اور انہوں نے یہ اشعار کہہ کر بات ہی ختم کردی ہے کہ ۔

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں
مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں!

علامہ اقبال نے یہ اشعار کہہ کر انسانی معاشرے میں عورت کا اصل مقام اور اس کی ناگزیریت واضح کردی ہے...... ماں کی صورت میں اس کے قدموں تلے جنت ہے...... انسانی نسلیں اس کی گود میں پروان چڑھتی ہیں یہاں تک کہ اس کی آغوش قوم کے نونہالوں کی پہلی درس گاہ ہے...... جس معاشرے میں گھروں کا نظام مستحکم اور مضبوط ہو وہ معاشرہ توانا رہتا ہے اور تعمیر وترقی کی منزلیں کامیابی سے طے کرتا ہے اسی تناظر میں اللہ رب العزت نے جہاں مسلمان مردوں پر ذمے داریاں عائد کی ہیں وہیں بہت بڑی ذمے داری مسلمان خواتین پر بھی ڈال دی ہے......

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

آگاہ رہو تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اُس کی ذمے داریوں کے حوالے سے باز پرس کی جائے گی...... (متفق علیہ)

اس تناظر میں ہر مسلمان مرد و عورت کو اپنی ذمے داری انتہائی توجہ، احتیاط اور محنت سے ادا کرنی ہوگی...... دجّال نے مسلمان خواتین کو پھانسنے کے لیے نہایت خطرناک جال تیار کیا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر یہ اس کے جال میں پھنس گئیں تو پھر مردوں کو شکست دینا مشکل نہ ہوگا...... مسلمان خواتین نے ہر دور میں اسلام کی حفاظت کے لیے مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لیا ہے اور انہوں نے گھروں میں رہ کر اسلام کی حفاظت اس طرح کی کہ اپنے بچوں کی تربیت اس نہج پر کی کہ وہ اسلام کے محافظ بن گئے......

بہر حال جب دجّال کا مشن، دجّال کا مکر و فریب اپنے عروج پر ہوگا تو وہ دنیا بھر کی عورتوں کا مرکز نگاہ ہوگا...... وہ اس کے مکر و فریب میں آجائیں گی...... وہ اپنی شعبدے بازی سے اُنہیں قائل کرے گا...... خواتین کی زندگی میں انقلاب برپا ہو جائے گا...... ایسا عہد جو عورتوں نے پہلے نہ دیکھا ہوگا...... یہ دجّال کا دھوکا ہوگا...... مجھے یقین ہے کہ آپ بھی میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی آج کے جدید تناظر میں حرف بہ حرف پوری ہوگئی ہے...... جس طرح آج عورتیں بے باک ہیں اور عورتوں کی نام نہاد آزادی کی باتیں ہو رہی ہیں...... حقوق نسواں کا غلغلہ بلند ہے...... اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورتوں کی بے باکی کا ذکر فرمایا تھا وہ عصر حاضر میں درست ثابت ہوگیا ہے...... اور شاید یہ بات بھی آپ کے علم میں ہو کہ حقوق نسواں کا سب سے بڑا علمبردار برطانیہ خود کو قرار دیتا ہے...... یہیں سے تحریک نسواں کا شور سب سے پہلے بلند ہوا......

جدید تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ اور یورپ میں طویل عرصے سے خواتین اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہی تھیں...... خواتین کی تحریک جب اپنے نقطۂ عروج پر پہنچی تو 21 نومبر 1918ء کو شاہِ برطانیہ نے حقوق نسواں بل کی منظوری دی جس کے تحت خواتین کو ووٹ ڈالنے اور انتخابات میں حصہ لینے کا حق ملا بعد میں برطانوی پارلیمانی نظام دنیا بھر میں ماڈل بن گیا اور جن ممالک میں برطانوی پارلیمانی نظام قائم ہوا وہاں عورتوں کو وہ ہی آزادی دی گئی جس کی منظوری شاہِ برطانیہ نے دی تھی......

درخت اور پتھر بھی دجال کے ساتھیوں یعنی یہودیوں کو پناہ نہیں دیں گے

مسند احمد بن حنبل اور صحیح مسلم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی منقول ہے کہ:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں کے خلاف جنگ کریں گے جس میں مسلمان یہودیوں کو قتل کریں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپا ہوگا تو پتھر یا درخت بولے گا'' اے مسلمان اللہ کے بندے! ادھر آ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر'' (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ) غرقد کا درخت ایسا نہیں کرے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے...... (صحیح مسلم/مسند احمد)

یاد رہے کہ غرقد ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف عام طور پر پایا جاتا ہے اور یہودی اسے اپنا قومی درخت سمجھتے ہیں......غرقد کا درخت کانٹے دار جھاڑی نما ہوتا ہے جو کہ بنجر زمین میں اگتا ہے اس درخت کو زمانۂ قدیم سے ہی انسان کے لیے نقصان دہ سمجھا جاتا رہا ہے......انگلش میں اس کو باکس تھرون کہتے ہیں جبکہ اس کا نباتاتی نام لائسیم ہے......علم نباتات کے ماہرین کہتے ہیں کہ غرقد کے درختوں کی دو اقسام پائی جاتی ہیں ......ایک کو لائسیم (Lycium) اور دوسرے کو نائیٹریا ریٹوسا (Nitararia Retusa) کہتے ہیں علم نباتات کے ماہرین نے اگرچہ ان دونوں اقسام کو غرقد ہی کہا ہے لیکن تورات میں ''سفر قضاۃ'' میں جس غرقد کا ذکر آیا ہے اور یہودی بھی جس کو اپنی جائے پناہ سمجھتے ہیں وہ لائسیم (Lycium) ہے......جس کو عربی میں ''العوسج'' کہا جاتا ہے......

(سفر القضاۃ بحوالہ انسائیکلوپیڈیا)

یہودی دنیا بھر میں بڑے پیمانے پر غرقد کی شجرکاری کر رہے ہیں تاکہ اس کے پیچھے چھپ کر یقینی موت سے بچ سکیں مگر وہ چاہے جتنا چھپنے کی کوشش کرلیں اللہ تعالیٰ سے کب چھپ سکتے ہیں وہ دنیا کو تو دھوکا دے سکتے ہیں مگر اُس رب کو کیسے دھوکا دیں گے جو عالم الغیب ہے......

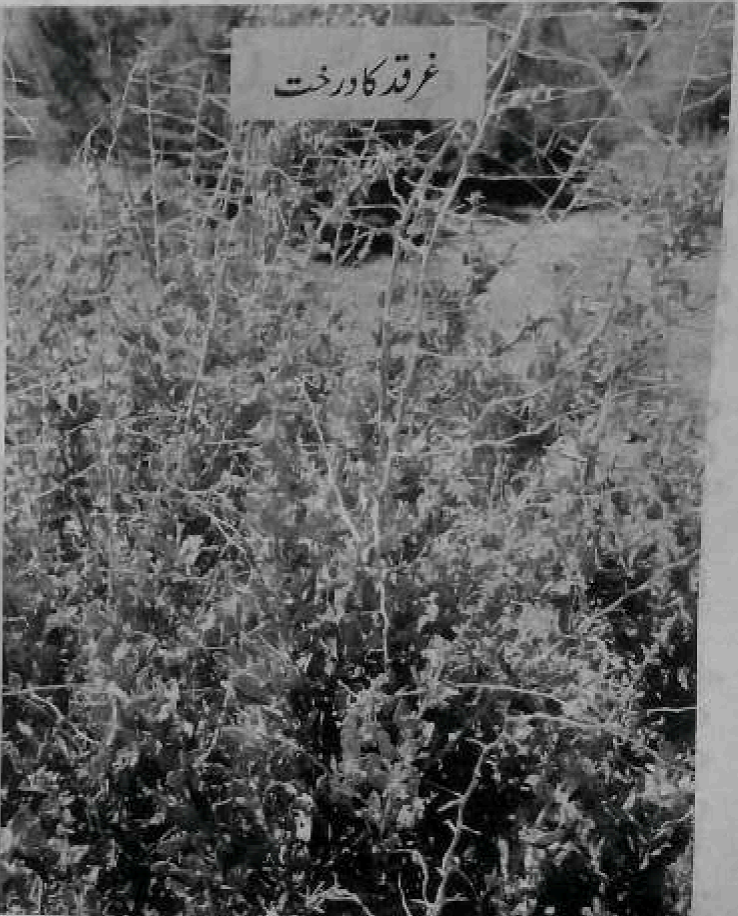

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار کو چن چن کر قتل کریں گے تو کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی حتی کہ جانور، درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے کافر یہودی چھپا ہوا ہے آ کر اسے قتل کر دو...... غرقد کا درخت ایسا نہیں کرے گا کیونکہ یہ یہودیوں کا درخت ہے...... یہ ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف عام طور پر پایا جاتا ہے اور یہودی اسے اپنا قومی درخت سمجھتے ہیں......

دجّال فی الحقیقت ایک انسان ہی ہے

گزشتہ صفحات میں عصر حاضر کے تناظر میں جس انداز میں دجّال کی شیطانی قوتوں کا بے لاگ احاطہ کیا گیا ہے اس سے بعض ذہنوں میں یہ خلجان پیدا ہو سکتا ہے کہ مصنف کا مقصد دورِ حاضر کی سائنسی ترقی اور جدید تہذیب کو دجّال قرار دینا ہے مگر یہ سوچ درست نہیں کیونکہ میرا اعتقاد اس حوالے سے یہ ہے کہ دجّالی نظام، جدید سائنس اور دجّالی تہذیب دجّال کے خروج کی تمہید ضرور ہیں مگر بذاتِ خود دجّال نہیں...... دجّال جسمانی وجود رکھنے والے باقاعدہ ایک انسان کا نام ہے جیسا کہ آپ نے گزشتہ صفحات میں احادیث کے مطالعے کے دوران ملاحظہ کیا......

اگر دجّال ایک فرد کا نام نہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانے میں ایک یہودی فرد ''ابن صیاد'' پر دجّال ہونے کا شبہ ظاہر نہ کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ نہ کہتے کہ اگر یہ وہ ہی دجّال ہے تو اِس کے قتل کرنے والے تم نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے......

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب روایت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال مشرق کی جانب ہے، یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر سے مشرق کی طرف اشارہ کیا، یہ حدیث، حدیثِ جسّاسہ کہلاتی ہے اور اِس میں دجّال کو واضح طور پر آدمی کہہ کر متعارف کرایا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار یہ بھی فرمایا تھا کہ دجّال کی شکل کافروں کے ایک فرد عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی جلتی ہے، اگر دجّال آدمی نہیں ہے تو پھر اُس کی شکل دوسرے آدمی کی شکل سے کیسے مل سکتی ہے......

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دجّال یقیناً کھانا بھی کھائے گا اور بازاروں میں بھی چلے پھرے گا اور یہ عمل کسی انسان ہی سے ممکن ہے......

پھر احادیث ہی میں مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو اپنے حربے سے قتل کر کے اُس کا نِکلتا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے...... اگرچہ کہ اِس واقعے کی بھی تاویلیں کی جا سکتی ہیں لیکن

حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ بھی دجال کے انسان ہونے کی جانب اشارہ کر رہا ہے......

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متواتر احادیث کی روشنی میں جو صراحتاً دجال کو ایک انسان ہی ثابت کر رہی ہیں، اِن کی موجودگی میں یہ سگِ کوچۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے ہٹ کر کوئی رائے کس طرح قائم کرسکتا ہے؟......گزشتہ اوراق میں عصرِ حاضر کے تناظر میں دجال کی شیطانی قوتوں کے تجزیے کا مقصد قارئین کو اس فتنے کی سنگینی سے خبردار کرنا اور انہیں دجالی نظام کے پروردہ اہلِ مغرب کی اُن تیاریوں سے آگاہ کرنا ہے جو وہ دجال کے خروج کو سہل بنانے کے لیے کر رہے ہیں......اور ان معروضات کا ایک بڑا مقصد غیرتِ مسلم کو جھنجوڑنا بھی ہے کہ وہ وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ایسا لائحہ عمل ترتیب دے سکیں جو مستقبل میں دجالِ اکبر کے فتنے سے بچانے میں اُن کی معاونت کرے......

اللہ رب العزت اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور موجودہ حالات و واقعات کے تناظر میں فتنۂ دجال کے تجزیے کے دوران اگر مجھ سے کوئی بھول چوک ہوئی ہو تو اسے معاف فرمائے (آمین)

دجّال کی نمود قریب ہے

اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئیوں کے پس منظر میں ان کا جائزہ لے تو فوراً یہ احساس اُس کے دل میں پیدا ہوگا کہ اُس دجال اکبر کے ظہور کے لیے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا......

تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ یہودی جس سرزمین پر آج اپنی خودمختار ریاست بنائے بیٹھے ہیں اور اسے اپنی مقدس سرزمین قرار دیتے ہوئے اِس پر اپنا آبائی حق جتاتے ہیں، اِس سرزمین پر کبھی مستقل بنیادوں پر آباد نہیں رہے تھے بلکہ مصر سے نکلنے کے بعد سزا کے طور پر ساری دنیا میں پھیلا دیے گئے تھے...... یوں بھی یہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکاری ہوئی قوم ہے اور یہ بات صرف قرآن مجید ہی میں نہیں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی اپنی کتابوں انجیل اور تورات میں بھی موجود ہے...... انہوں نے اللہ کے ساتھ دھوکے بازی کی، اس کا تمسخر اڑایا، اسے اپنے آپ سے چھوٹا قرار دیا...... انہوں نے اس کے بھیجے ہوئے نبیوں کے ساتھ فریب کا سلوک کیا، اُنہیں قتل کیا، کنویں میں لٹکایا، پتھر مارے اور صلیب پر چڑھایا...... یہ ہی وہ برادرانِ یوسف علیہ السلام ہیں جنہوں نے اللہ کے اس عظیم پیغمبر کو سرِعام مصر کے بازار میں نیلام کیا...... یہ ہی وہ فرزندانِ یعقوب علیہ السلام ہیں جنہوں نے اپنے محترم باپ کو سالہا سال گریہ وزاری پر مجبور کیا یہاں تک کہ اُن کی آنکھیں جاتی رہیں (یہ اور بات ہے کہ اللہ کے اس عظیم پیغمبر نے اپنے بیٹوں کے لیے دعائے استغفار فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا تھا)...... یہ ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کے قتل میں ملوث رہے...... یہ ہی تو ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹے الزامات لگائے اور ان کی زوجۂ مطہرہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو جو کہ شاہزادی تھیں، انہیں معاذ اللہ لونڈی کہہ کر ان کا مرتبہ گھٹانے کی کوشش کی...... یہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وہ نافرمان پیروکار ہیں کہ جب وہ کوہِ طور پر گئے تو یہ گئوپرستی میں مبتلا ہو گئے...... اِن ہی

ناشکروں نے جنت سے اتاری گئی متبرک نعمت من وسلویٰ کو ٹھکرا کر کفرانِ نعمت کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات یعنی بارہ چشموں کے اجراء سے انکار کیا...... یہ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بی بی مریم علیہا السلام جیسی باعفت خاتون پر بدکاری کی تہمت لگائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کرنے کی کوششوں میں بھی اِن ہی کا ہاتھ ہے......اور یہ ہی ہیں جو نبی آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر تسلیم کرنے سے انکاری ہیں...... یہ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے روا کو ناروا بنایا...... جائز کو ناجائز قرار دیا......حرام کو حلال جانا اور مذہب میں خودساختہ اختراعات کو شامل کیا...... مادہ پرستی اور حرص وہوس کا مظاہرہ کیا......محبتوں کی آماجگاہ اس کرۂ ارض کو نفرت کا ٹھکانہ بنادیا......اور یہ ہی وہ غاصب لوگ ہیں جنہوں نے ارضِ فلسطین پر اپنا ناجائز تسلط قائم کر رکھا ہے......اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف میں پہلے ہی واضح کردیا ہے کہ وہ قیامت تک ایسے لوگ بنی اسرائیل پر مسلط کرتا رہے گا جو انہیں بدترین عذاب دیں گے......ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

(سورۃ الاعراف، آیت ۱۶۷)

ترجمہ: اور جب تمہارے رب نے حکم سنادیا کہ ضرور قیامت کے دن تک اُن (بنی اسرائیل) پر ایسے کو بھیجتا رہوں گا جو انہیں بری مار چکھائے......

چنانچہ یہ قوم اپنے کرتوتوں کی بنیاد پر ہمیشہ ساری قوموں کی ٹھوکروں پر پڑی رہی......اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر پے درپے عذاب بھیجے، کبھی پسوؤں کا، کبھی مینڈکوں کا، کبھی خون کا اور کبھی بندر کی شکل میں تبدیل ہوجانے کا......عذاب کا یہ سلسلہ بعد میں بھی نہیں تھما...... یہ وہ قوم ہے جسے دنیا کی ہر قوم نے تباہ کیا ہے......اس موقع پر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اِن کے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے دیگر اقوام کی جانب سے ان کے بائیکاٹ پر مبنی طویل تاریخ پر مختصر روشنی ڈالوں...... 568 قبل مسیح میں شاہ بابل نے اپنی پوری طاقت سے ان کی سرزمین پر قبضہ کیا اور یروشلم میں ان کے عبادت خانے کو تباہ کردیا......

70 عیسوی میں رومی بادشاہ طیطوس نے بھی یروشلم پر حملہ کر کے انہیں بالکل تباہ و برباد کر دیا......

135 عیسوی میں رومی عیسائیوں کے بادشاہ ہیڈریان نے بیت المقدس کو ایک بار پھر تباہ و برباد کر دیا اور سارے یہودی قید کر لیے...... 472 قبل مسیح میں بھی یونانی بادشاہ انٹیوکس نے بیت المقدس پر حملہ کر کے نو تعمیر ہیکل سلیمانی کا ایک بار پھر نام و نشان مٹا دیا تھا اور اسے بت خانے میں تبدیل کر دیا تھا......

امن و آشتی کے ساتھ زندگی گزارنا یہودیوں کے فطرت کے منافی ہے...... جہاں انہیں کچھ سکون میسر آیا وہاں انہوں نے ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے جال بچھانا شروع کر دیے...... اسلامی عہد خلافت میں انہیں دیگر مسلمان شہریوں کے مساوی حقوق حاصل تھے مگر وہاں یہ اسلام کے خلاف صف آرا ہو گئے جبکہ یہ صرف مسلمان ہی تھے جنہوں نے انہیں تحفظ اور حقوق دیے...... سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں 638 عیسوی میں عیسائیوں سے بیت المقدس حاصل کیا اور پھر وہاں مسلمان رہنے بسنے لگے...... نو سو سال قبل 1186ء میں مسلمانوں کے عظیم اور دلیر سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسے ایک بار پھر عیسائی سپہ سالار رچرڈ سے حاصل کیا...... اس سرزمین مقدس پر مسلمان سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور ہی سے رہتے چلے آ رہے تھے جسے آج 1400 سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے مگر اس کے باوجود یہودی اس پر اپنا حق جتاتے رہے اور مسلمانوں کی جانب سے سلامتی سے زندگی گزارنے کے حقوق دیے جانے کے باوجود اپنے ہی محسنوں کے خلاف ان کی ریشہ دوانیاں اور سازشیں جاری رہیں...... انہوں نے اپنی عبرتناک تاریخ سے کبھی سبق نہ سیکھا...... اب سے چار ہزار سال پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں البتہ وہ چالیس سال کے لیے یہاں رہے بسے تھے لیکن مسلمانوں کے مقابلے میں ان کا عرصہ رہائش نہ ہونے کے برابر ہے چنانچہ فلسطین پر ان کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا جا سکتا مگر آج فلسطین کے بڑے حصے سے اس کے اصل وارث یعنی مسلمان بے دخل کیے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے، اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھچ کھچ کر چلے آ رہے ہیں...... امریکا، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی

طاقت بنادیا ہے، یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنس دان اور ماہرین فنون اُس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اُس کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کے لیے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے...... مگر اس دور میں بھی اللہ رب العزت کا وہ فرمان پورا ہو رہا ہے کہ میں قیامت تک ایسے لوگ بنی اسرائیل پر مسلط کرتا رہوں گا جو انہیں بدترین عذاب دیں گے...... اس دور میں نہتے معصوم فلسطینی ان کے لیے طیطوس، ہٹلر اور ہیڈریان ثابت ہو رہے ہیں...... آج بھی یہودی قوم سرزمین فلسطین پر قبضہ کرنے کے باوجود عذاب سے دوچار ہیں...... پوری طرح زرہ بکتر میں ڈوبی ہوئی اس قوم پر ننھے معصوم فلسطینی اور نوجوان عرب مسلمان سنگ باری کر رہے ہیں اور خودکش حملے کر کے انہیں زندگی سے ہاتھ دھونے پر مجبور کر رہے ہیں...... یہودیوں کی زندگی کی کوئی ضمانت نہ کل تھی اور نہ آج ہے، ان کی جان، مال، آبرو سب کچھ خطرے سے دوچار ہے، یہ جہاں جاتے ہیں، ذلت ان کا پیچھا کرتی ہے، اِن کی نام نہاد ''ریاست'' کا کوئی گوشہ اور کوئی کونہ محفوظ نہیں ہے، وہ آج سے چار ہزار سال قبل بھی غیر محفوظ تھے اور آج چار ہزار سال کے بعد بھی غیر محفوظ ہیں، موت کے خوف سے ان کی آنکھیں ابل پڑی ہیں اور چہرے زرد پڑ گئے ہیں...... فلسطینی نوجوانوں کے خودکش حملوں نے جن میں کبھی چھ چھ اور کبھی بیس بیس یہودی جانیں ایک ساتھ جہنم رسید ہوتی ہیں، ان کی زندگی کو دردناک بنادیا ہے...... ان کی سیاحت، معیشت اور روزمرہ کے کاروبار سخت انجام سے دوچار ہیں کیونکہ یہ دنیا کی یہ واحد ریاست ہے جو دہشت گردی اور بدمعاشی کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے...... کل بھی اس کا فلسفہ یہ ہی تھا اور آج بھی یہ ہی ہے یہودی قائدین چاہے سول ہوں یا فوجی، ایہود بارک ہو، اریل شیرون یا ایہود اولمرٹ، یہ سب دہشت گردی کی یکساں سوچ رکھتے ہیں...... اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے اور وہ اپنی ''میراث کا ملک'' حاصل کرنا چاہتے ہیں...... یہودیوں پر حضرت موسیٰ علیہا السلام سے بے جا فرمائشیں کرنے کی وجہ سے ''وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ'' (اور اُن پر مقرر کردی گئی خواری اور ناداری) کی مہر بہت پہلے لگ چکی تھی مگر انہوں نے اپنی اس خفت کو مٹانے کے

لیے ہمیشہ جوڑ توڑ اور تانے بانے بُننے کا کام کیا ہے اور آج تک یہودی عزائم میں ''وسیع تر اسرائیل'' کا نظریہ موجود ہے......

اسرائیل کا پہلا وزیر اعظم ڈیوڈ بین گورین اپنی کتاب ''Back in 1919'' میں لکھتا ہے......

"it is neither desirable nor conceivable to expropriate the country's present inhabitants, That is not the purpose of Zionism."......(Back in 1919)

ترجمہ: اس کی کبھی بھی خواہش نہیں کی گئی اور نہ ہی یہ بات قابل فہم تھی کہ ملک کے موجودہ باشندوں کے مال واسباب پر قبضہ کرلیا جائے اور نہ ہی صیہونیت کا یہ ارادہ اور مقصد تھا......

مگر تقریباً دس سال بعد ہی بین گورین نے پینترا بدلتے ہوئے لکھا کہ:

"According to my moral outlook we do not have the right to dispossess a single Arab child, even if we should achieve everything we wish for by virtue of such dispossession."

ترجمہ: میرے اخلاقی نظریے کے مطابق ہمیں کسی ایک عربی بچے کو بھی اس کے حقوق سے محروم کرنے کا حق نہیں تھا، اگر ہم یہ سب کچھ کرنے میں کامیاب ہوتے تو ہم لوگوں کو اس قسم کی محرومی سے دوچار کرنے کی نیکی ضرور کرتے......

اسی طرح موجودہ اسرائیلی وزیر اعظم ایہود اولمرٹ نے بھی ایک موقع بڑا معنی خیز جملہ کہا تھا کہ زمین کی سطح سپاٹ اور ہموار (flat) ہے......اُس کا اشارہ غالباً عالمگیر توسیع پسندی اور مستقبل میں تمام دنیا پر اسرائیلی تسلط قائم کرنے کی جانب ہے اور آثار و قرائن یہ بتاتے ہیں کہ وہ جلد اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جائیں گے...... مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اُردن

وہ دجالی ریاست جس کا خواب یہودی دیکھ رہے ہیں

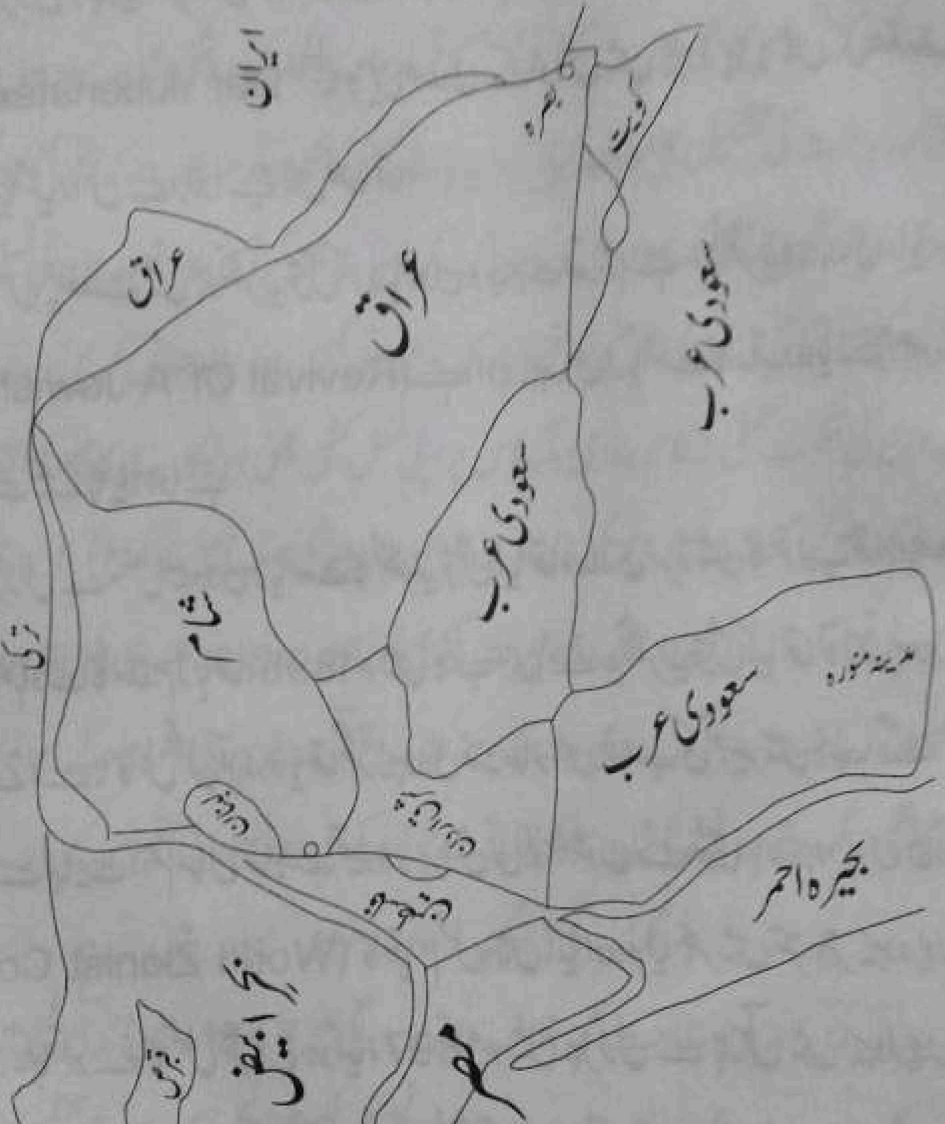

اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندرون، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے......

ماضی قریب میں دو افراد تھیوڈ ہرزل اور فیچ مین اسرائیلی ریاست کے توسیع شدہ نقشے پیش کرنے کے اعتبار سے زیادہ شہرت کے حامل ہوئے ہیں اور انگریز مصنفین کی کتابوں میں ان دونوں کا تذکرہ ملتا ہے

تھیوڈ ہرزل کو جدید اسرائیل اور صیہونیت کا بانی بھی کہا جاتا ہے، 1904ء میں تھیوڈ ہرزل کا لکھا ہوا پمفلٹ ''Der Judenstaat'' بیسویں صدی کے اوائل میں یہودیوں میں کسی مقدس دستاویز کی طرح تقسیم کیا گیا، اس کے ابتدائیے میں لکھا تھا:

''میں اس پمفلٹ میں جو نظریہ پیش کر رہا ہوں وہ بہت قدیم ہے، یہ نظریہ ''یہودی'' ریاست کا احیاء (Revival Of A Jewish State) ہے، اور یہودی ریاست کا رقبہ دریائے مصر سے لے کر دریائے فرات تک پھیلا ہوا ہے......''

تھیوڈ ہرزل نے جس صیہونی ریاست کا نظریہ پیش کیا تھا وہ ایسی سرزمین کا خواب تھا جو صدیوں تک یہودیوں کی عبادت کا مقام رہا تھا، 1896ء میں جب اس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا تو اس دور کے مغربی دانشوروں نے اسے ناقابل عمل قرار دیا تھا مگر یہودی فتنہ ساز اس خواب کی تعبیر میں جت گئے، 1897ء اس حوالے سے نہایت اہم سال تھا جب تھیوڈ و ہرزل کی کوششوں سے پہلی بار یہودیوں کی عالمی تنظیم (World Zionist Congress) کا قیام عمل میں آیا اور دنیا بھر میں تتر بتر یہودیوں کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کرنے کا عمل شروع ہوگیا، 1897ء میں ہرزل نے باسل میں یہودیوں کی پہلی کانگریس کا انعقاد کیا اور وہاں اپنا یہ نظریہ شد و مد سے پیش کیا......

1900ء میں ایک صیہونی شدت پسند ربّی اسٹیفن وائز (Stephen Wise) نے اسرائیل کی تشکیل کا ارادہ ظاہر کیا تھا، اسٹیفن وائز کو براہ راست امریکی صدر، وڈرو ولسن، تک رسائی حاصل تھی اور اسی کی ایماء پر 1917ء میں، قرارداد بالفور (Balfour Declaration) پیش کی گئی تھی،

جو اسرائیل کے قیام کا پیش خیمہ ثابت ہوئی...... یورپی ممالک جو یہودیوں کو اپنے عقائد، وسائل اور روایات کے خلاف خطرہ تصور کرتے تھے اور اُن سے پیچھا چھڑانے کا بہانہ ڈھونڈ رہے تھے لہٰذا اُن سے جان چھڑانے کا اُنہیں ایک ہی طریقہ نظر آیا کہ انہیں فلسطین میں علیحدہ ریاست بنا کر دے دی جائے چنانچہ یورپ نے پُر زور طریقے سے قراردادِ بالفور کی حمایت کی......

دوسری جنگ عظیم کے فوراً بعد یہودیوں نے جرمن ڈکٹیٹر ایڈولف ہٹلر کے ہاتھوں 60 لاکھ یہودیوں کے قتل عام کا جھوٹا پروپیگنڈا کر کے قرارداد بالفور کی روشنی میں یہودیوں کے لیے علیحدہ اور خود مختار ریاست کی تشکیل کا مطالبہ کیا...... یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ ہٹلر بھی دیگر مغربی ممالک کی طرح اپنے وطن جرمنی کو یہودیوں سے پاک کرنا چاہتا تھا مگر اُس کا مقصد ان کی نسل کشی نہ تھا بلکہ وہ صرف یہ چاہتا تھا کہ یہودی جرمنی کو خیر باد کہہ دیں اور کہیں اور پناہ تلاش کریں...... یہودیوں نے نہ صرف اس کی حکمت عملی ناکام بنادی بلکہ اس پر اپنی نسل کشی یعنی ہولوکاسٹ کا جھوٹا الزام لگایا......اسے اس درجہ بدنام کیا کہ اسے تاریخ کی ناپسندیدہ ترین مشاہیر کی صف میں لا کھڑا کیا اور اتنا پروپیگنڈا کیا کہ دیگر یورپی قوتوں نے اس واقعے سے عبرت پکڑی اور ان سے نجات کا یہی طریقہ سوچا کہ انہیں فلسطین میں علیحدہ ریاست بنا کر دے دی جائے...... علامہ اقبالؔ نے یورپی اقوام کے یہودیوں سے اشتراک عمل کا تجزیہ کرتے ہوئے یا شاید یہودیوں سے خوف کھائی ہوئی یورپی اقوام کے بارے میں کہا تھا۔

فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

یہاں اس امر کی وضاحت بھی خلاف واقعہ نہ ہوگی کہ 1947ء میں ''ربی فیچ مین کا اسرائیل'' نامی نظریہ بھی بہت زیادہ شہرت کا حامل ہوا...... ربی فیچ مین فلسطین کی ایک یہودی تنظیم کا کارکن تھا، وہ اقوام متحدہ کی ''خصوصی تحقیقاتی تنظیم'' کے لیے 9 جولائی 1947ء کو اپنی ایک شہادت کی وضاحت میں لکھتا ہے کہ: ''وعدہ دریائے مصر سے لے کر دریائے فرات تک کی زمین کا ہے اور اس میں شام و لبنان کے حصے بھی شامل ہیں......''

تھیوڈور ہرزل اور فیج مین کے نظریات کے مطابق یہودی حکومت کا نقشہ اپنے اندر تمام اہم ممالک بشمول سعودی عرب کو سموئے ہوئے ہے چنانچہ ذیل کے نقشے میں "سعودی عرب" کا نام بہت واضح طور پر موجود ہے

مولانا مودودی مرحوم نے اس حوالے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

"مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں اسے دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجال اکبر ان کا مسیحِ موعود بن کر اٹھے گا جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکتفا نہیں فرمایا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا...... اسی بنا پر آپ فتنۂ مسیح الدجّال سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے"...... (تفہیم القرآن)

میری ناقص رائے کے مطابق وہ مرحلہ شروع ہونے والا ہے جب آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی آڑ لے کر یہودی ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر دجّال اُن کا مسیحا اور نجات دہندہ بن کر اٹھے گا، دجّال کی حکمرانی فی الحقیقت قائم ہو جائے گی ...... یہ کب ہوگا؟...... میرا خیال ہے کہ یہ بات اب حقیقت بننے والی ہے کہ جب دجّال کے حقیقی پیروکاروں کا ملک اسرائیل دنیا کی واحد سپر پاور بن جائے گا...... جب برطانیہ دنیا کی حکمران قوت بنا اور اُس نے دنیا کی دولت پر قبضہ کیا تو اس نے کاغذی کرنسی کا اجراء کیا یوں دنیا پر پاؤنڈ اسٹرلنگ کی حکمرانی قائم ہوگئی...... امریکا نے برطانیہ سے حکمرانی کی طاقت چھینی، اختیار چھینا...... امریکا اس وقت تک سپر پاور نہیں بن سکتا تھا جب تک کہ وہ دنیا کی دولت اور سرمائے پر قابض نہ ہو جائے...... امریکا نے اقتدار سنبھالا اور برطانوی پاؤنڈ اسٹرلنگ کی جگہ امریکی ڈالر نے سنبھال لی...... اب امریکی معیشت زبوں حالی کا شکار ہے...... میں آپ سے کہتا ہوں غور سے عالمی منظر نامے پر نظر دوڑائیں آپ کو نوشتہ دیوار لکھا نظر آ جائے

گا...... امریکی معیشت کا دیوالہ نکلنے والا ہے بلکہ تقریباً نکل ہی چکا ہے...... نیا زری نظام (Monitary System) ہمارا منتظر ہے...... یو ایس ڈالر کا دور ختم ہونے والا ہے اور جب یو ایس ڈالر کا راج ختم ہو گا تو امریکی معیشت بھی منہدم ہو جائے......

قرائن یہ بتاتے ہیں کہ امریکی معیشت کا جہاز ڈوب رہا ہے...... افغان اور عراق جنگ میں وسائل کے بے دریغ استعمال نے امریکی معیشت کی چولیں ہلا دی ہیں، بظاہر امریکی حکام معاشی بحران کے خاتمے کی نوید دے رہے ہیں مگر حقیقت حال اس کے برعکس ہے...... ستمبر 2008ء سے دسمبر 2009ء تک تقریباً ایک سال کے عرصے میں 107 بینک دیوالیہ ہو چکے ہیں...... اکانومسٹ ٹائم کی رپورٹ کے مطابق اوسطاً دس امریکی بینک ماہانہ دیوالیہ ہو رہے ہیں، امریکی بینکوں کے دیوالیہ ہونے کی یہ شرح انتہائی حد تک خطرناک ہے...... بینکوں کے اس قدر بڑے پیمانے پر دیوالیہ ہونے کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر بے روزگاری کی شرح میں اضافہ ہوا ہے...... سرکاری اعداد و شمار کے مطابق امریکا میں اس وقت بے روزگاری کی شرح 9.7 فی صد ہے...... دوسری جانب امریکی کرنسی ڈالر کو بھی شدید بحران کا سامنا ہے...... ماہرین معیشت کے مطابق افغان، عراق جنگوں میں اٹھنے والے بے پناہ اخراجات امریکی معیشت کی تباہی کی بڑی وجہ ہے......

مگر یہ سب اُسی صورت ممکن ہو سکے گا کہ جب تیسری جنگ عظیم رونما ہو اور اسرائیل دنیا کو ایک اور عالمی جنگ کی جانب دھکیل رہا ہے...... پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں یہودیوں کو شناخت ملی تھی...... اُن کی دربدری کا خاتمہ ہوا اور اُنہیں ریاست اسرائیل کی صورت میں ایک پلیٹ فارم میسر آیا تھا اور تیسری عالمی جنگ چھیڑنے کا مقصد دنیا کا کنٹرول براہِ راست اپنے ہاتھ میں لینا اور پھر ایک مخصوص موقع پر دجال کے سپرد کرنا ہے......

یہود و نصاریٰ آرمیگڈون (جنگ عظیم) کی بھرپور تیاریاں کر رہے ہیں اور صرف قیامت خیز اشارے کے منتظر ہیں جو گنبد صخرہ کے انہدام پر ہو گا کیونکہ اُن کے نظریات کے مطابق ہیکل کی مسمار شدہ

عمارت گنبد صخرہ کے نیچے ہے اور جب گنبد کی بنیادیں اکھڑ کر ہیکل کے آثار برآمد ہوں گے تو مسیح الدجال نکل آئے گا...... پھر امام مہدی کے زیر قیادت مسلمانوں اور دجال کے ماتحت یہودیوں میں گھمسان کا رن پڑے گا جس میں ابتداً مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی...... حقیقی منظر نامہ کچھ یوں بنتا ہے کہ جب یہودی دیکھیں گے کہ حضرت امام مہدی کی قیادت میں مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہونے لگا ہے تو کوئی صیہونی رہنما "اَنَا الْمَسِیْحُ" کا نعرہ لگا کر میدان میں کود جائے گا...... مغربی ممالک میڈیا کے ذریعے دجال کی شخصیت کو ایک مصلح (Reformer) اور عظیم مدبر (Statesman) کے طور پر پیش کریں گے اور یہ ہی "اَلْمَسِیْحُ الدَّجَّال" ہوگا جس کے ہاتھوں مسلمانوں کو شدید ہزیمت اٹھانی پڑے گی اور ایک مختصر مدت کے لیے عظیم تر اسرائیلی ریاست (Greater Israel) قائم ہو ہی جائے گی۔ اُس کی آمد پر غیر یہودیوں (Gentiles) بالخصوص مسلمانوں کا قتل عام ہوگا اور اہل مغرب (یہودی و عیسائی) بلا شرکت غیرے اس کرۂ ارض کے مالک بن بیٹھیں گے اور دنیا پر دجال کا تسلط قائم ہو جائے گا پھر اصل مسیحا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو واصل جہنم اور یہودیوں کو نیست و نابود کریں گے اور اسرائیلی ریاست ہی یہودیوں کا قبرستان بن جائے گی......

بہر حال ایک بڑی جنگ ہوگی جس کے نتیجے میں ڈرامائی طور پر اسرائیلی سلطنت میں توسیع ہوگی جس میں نہر سوئز پر بھی صیہونیوں کا قبضہ ہو سکتا ہے...... وہ مستقبل میں خلیجی ممالک کے تیل پر بھی قابض ہو سکتا ہے اور امریکی ڈالر پستی کا شکار ہو سکتا ہے اور جب امریکی ڈالر نیچے گرے گا تو اس کی جگہ کوئی اور کرنسی (ممکنہ طور پر اسرائیلی کرنسی) سنبھالے گی...... کچھ ایسے حیرت انگیز واقعات رونما ہوں گے جو ہم میں سے کسی نے اس سے پہلے نہیں دیکھے ہوں گے...... ایک وقت آئے گا کہ اسرائیل دنیا کی حقیقی قوت بن کر ابھرے گا مگر وہ ایسا کرنے کے لیے راستے تلاش کر رہا ہے...... عالمی جنگ کی راہ ہموار کر رہا ہے اور نائن الیون کا سانحہ بھی اِسی سلسلے کی ایک کڑی ہے...... واقعات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چکا ہے جن کا مقصد تیسری جنگ عظیم کی راہ ہموار کرنا یعنی صیہونی حکمرانی کی راہ ہموار کرنا بہ الفاظ

دیگر دجال کے خروج کی راہ ہموار کرنا ہے...... یاد رکھیں دجال اپنا دو تہائی یعنی 67 فیصد مشن مکمل کرچکا، اس کا ایک تہائی یعنی 33 فیصد مشن باقی رہتا ہے...... آئندہ چند برسوں میں اپنے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وہ منظرِ عام پر آنے والا ہے......

مفسر انجیل ڈاکٹر بٹ روبرٹسن اور مصری محقق ڈاکٹر مصطفیٰ محمود کے مقالات میں موجود درج ذیل اقتباسات پر اس بحث کا اختتام کرتا ہوں جو اسرائیلی ریاست کے عروج وزوال اور دنیا کے خاتمے کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں...... بٹ رابرٹسن لکھتا ہے کہ:

''اسرائیل کا دوبارہ جنم صرف ایک بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دنیا کے خاتمے کی نیچے سے گنتی شروع ہوچکی ہے......اسی طرح اسرائیل کے جنم سے باقی بشارتیں بھی تیزی سے پوری ہورہی ہیں...''

مسلمانانِ عالم کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہوئے ڈاکٹر مصطفیٰ محمود لکھتے ہیں کہ:

''اپنی گھڑیوں کو درست کرلو، اسرائیل تیزی سے اپنے عروج کی طرف بڑھ رہا ہے جس کے بعد انجام تک پہنچنے کے لیے الٹی گنتی (Count Down) شروع ہوجائے گی......آنے والے چند سال ہی اس کی عمر کا بقیہ حصہ ہیں...... یہ مدت کم بھی ہوسکتی ہے اور بڑھ بھی سکتی ہے، اللہ بہتر جانتا ہے......''

(مقالہ بعنوان الولید المطیع، مطبوعہ اخبار الاہرام، مورخہ 1996-5-25)